ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مئی ۱۹۵۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

Hamid

مدینۂ طیّبہ

جناب نازش رضوی

یہ وہ بستی ہے جو مدفن ہے سردارِ دو عالم کا
یہ وہ بستی ہے جو مسکن ہے اک نورِ مجسّم کا

یہ وہ بستی ہے محوِ استراحت ہے نبیؐ جس میں
یہ وہ بستی ہے آسودہ ہے اُمّت کا دھنی جس میں

یہ وہ بستی ہے جو در اصل رشکِ باغِ جنّت ہے
یہ وہ بستی ہے جس میں روضۂ ختمِ رسالت ہے

یہ وہ بستی ہے جو مشہور ہے اقلیمِ ہستی میں
یہ وہ بستی ہے رفعت ہے فلک کی جس کی پستی میں

یہ وہ بستی ہے جس کی عظمتیں ہیں عرش کی ہمسر
یہ وہ بستی ہے پائی ہے فضیلت جس نے سبنا پر

یہ وہ بستی ہے کعبے کے برابر ہے شرف جس کا
یہ وہ بستی ہے شُہرہ دہر میں ہے ہر طرف جس کا

یہ وہ بستی ہے جس کو خُلد کی تصویر کہتے ہیں
یہ وہ بستی ہے جس کی خاک کو اکسیر کہتے ہیں

یہ وہ بستی ہے ہر دیندار جس بستی پہ شیدا ہے
یہ وہ بستی ہے مرنا جس میں مسلم کی تمنّا ہے

یہ وہ بستی ہے سب کو حکم ہے جس کی مودّت کا
یہ وہ بستی ہے مرکز ہے جو مومن کی محبّت کا

یہ وہ بستی ہے جس کو بستیوں کی جان کہتے ہیں
یہ وہ بستی ہے جس کو قبلۂ ایمان کہتے ہیں

یہ وہ بستی ہے جس پر رحمتیں حق کی برستی ہیں
یہ وہ بستی ہے جس کی دید کو آنکھیں ترستی ہیں

یہ وہ بستی ہے اے نازشؔ مدینہ جس کو کہتے ہیں
یہ وہ بستی ہے جس میں احمدِ مختار رہتے ہیں

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
لاہور رجسٹرڈ ۹/ ۱۶۳۲۱ - ۳ مئی ۱۹۵۶ء
پشاور رجسٹرڈ ۲۴۸۱/۲۷۳،T.B.E، ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

سالانہ چندہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے
فی پرچہ ۴/

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

جلد ۳ | ۱۲ شوال ۱۳۷۷ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۸/

فرقہ وارانہ کشیدگی

انگریز غیر ملکی تھا۔ وہ سات سمندر پار سے بر صغیر ہند و پاکستان میں تجارت کے بہانہ آیا اور دغا اور فریب سے تخت و تاج کا مالک بن بیٹھا۔ چونکہ اس کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی۔ اس لئے اس نے اپنی حکومت کو مستحکم بنانے کے لئے یہاں DIVIDE AND RULE (پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو) کی پالیسی پر عمل درآمد شروع کیا۔ ہماری شامتِ اعمال کے باعث اس کو اس میں پوری کامیابی ہوئی۔ اگر ایک جگہ ذبیحہ گاؤ پر ہندو مسلمان آپس میں دست بگریباں ہو رہے ہیں تو دوسری جگہ مساجد کے سامنے باجا بجانے پر ان میں سر پھٹول ہو رہی ہے۔ یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے تو اس نے فسادات کی آگ کو ایسی ہوا دی کہ سارا ملک اس کی لپیٹ میں آ گیا اور لاکھوں انسانی جانیں اس کی نذر ہو گیئں۔ تقسیم ملک کے بعد بھی دونوں ملکوں میں وہ ایسی خلیج پیدا کر گیا۔ جس کا پاٹنا محال نظر آتا ہے۔

انگریز نے جو کچھ کیا اپنی قوم اور ملک کے مفاد کی خاطر کیا۔ وہ ہندو مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ہی یہاں حکومت کر سکتا تھا۔ پاکستان بننے اور انگریز کے رخصت ہو جانے کے بعد حالات بالکل بدل گئے۔ ملک اپنا۔ قوم اپنی اور حکمران اپنے۔ غیریت کا پردہ ہی اٹھ گیا۔ حاکم اور محکوم دونوں کا نفع اور نقصان ایک ہو گیا۔ ان حالات میں اس ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کی بظاہر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے یہاں کشیدگی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا برسر اقتدار طبقہ عوام کا نمائندہ نہیں ہے۔ اس کو نہ اپنے ملک اور نہ اپنی قوم کا مفاد پیش نظر ہے۔ وہ انگریز کا جانشین ہے۔ اس لئے وہ اسی کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ اس نے بھی پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی کو اپنا رکھا ہے اس کا نتیجہ شیعہ سنی اور دیوبندی بریلوی فسادات کی شکل میں ہمارے سامنے ہے حسو بلیل۔ سید پور اور احمد پور شرقیہ کے واقعات اس کی چند دلخراش مثالیں ہیں ان فسادات میں سب جانتے ہیں کہ جھگڑوں سے یہ اختلافات نہ اب تک ختم ہوئے ہیں اور نہ قیامت تک ختم ہوں گے۔ ان سے تو اختلافات کی خلیج وسیع تر ہوتی جاتی رہی ہے۔ ان کو ختم کرنے کے لئے وسعت نظر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر فرقہ کو بلاشبہ اپنے اپنے نظریات کی اشاعت کا حق ہونا چاہیئے۔ لیکن کسی فرقہ کو علی الاعلان دوسروں کی دلآزاری کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر مختلف فرقوں کے علما اور مبلّغین کتاب وسنت کی تعلیم کو مشعل راہ بنائیں اور حکمت اور موعظت حسنہ سے اپنا زاویہ نگاہ پیش کریں تو کبھی جھگڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح حکومت اگر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور ہر اس فرد اور جماعت پر پابندی عائد کر دے۔ جسکی وجہ سے فتنہ و فساد کا خطرہ ہو تو کشیدگی ختم ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کے بعض تنگ نظر افسر ایک فریق پر پابندی عائد کر دیتے ہیں اور دوسرے کو کھلی چھٹی دے دیتے ہیں۔ کہ دوسروں کی پگڑی اچھالتے پھریں۔ اس طرح فرقہ وارانہ فساد کی ذمہ داری بالواسطہ حکومت اور اس کے افسروں پر عائد ہوتی ہے

فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دے کر برسر اقتدار طبقہ چاہتا ہے کہ آئندہ انتخابات میں بھی میدان ان کے ہاتھ رہے ملک کو اس کشیدگی سے نجات دلانے کے لئے انتخابات میں مذہبی جماعتوں میں اتحاد کا ہونا ضروری ہے۔

اگر اب بھی مذہبی جماعتوں کو ہوش نہ آئی اور وہ موجودہ برسر اقتدار طبقہ اور ان کے بھائی بندوں کے خلاف اپنے اختلافات ختم کر کے متحد نہ ہوئیں تو پھر اس ملک میں اسلام اور اسلام کے نام لینے والوں کا جو حشر ہونے والا ہے اسکے متعلق یہی کہنا کافی ہے

ع آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

خدا کرے کہ ہماری یہ نحیف آواز مذہبی جماعتوں کے لئے بانگ درا ثابت ہو اور وہ ۱۹۵۳ء کی طرح ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔

چندہ میں اضافہ

ہفت روزہ "خدام الدین لاہور" کی تیسری جلد ختم ہونے والی ہے۔ ۹ مئی ۱۹۵۸ء کا پرچہ اس جلد کا آخری شمارہ ہوگا۔ اپنی تین سالہ زندگی میں اس کی اشاعت بفضلہٖ تعالٰے بتدریج بڑھتی رہی۔ قارئین کرام کو اس کے مطالعہ سے جو خاطر خواہ روحانی فائدہ ہوا اس کا اظہار وہ اپنے گرامی ناموں میں وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب منتظمین کی طرف سے قیمت فی پرچہ اور چندہ بڑھانے کی تجویز پیش کی تو انکی طرف سے اس کا پُر جوش خیر مقدم کیا گیا۔ ایک دو حضرات نے چندہ بڑھانیکی بجائے صفحات گھٹانے کی بھی تجویز پیش کی ہے لیکن اکثریت نے پہلی تجویز کو ہی پسند کیا۔

منتظمین نے پورے غور و خوض کے بعد اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء کے شمارہ سے چندہ کے نرخ حسب ذیل ہوں گے۔

سالانہ چندہ	بارہ روپے
ششماہی چندہ	سات روپے
سہ ماہی چندہ	تین روپے آٹھ آنہ
ماہانہ چندہ	ایک روپیہ چار آنہ
قیمت فی پرچہ	پانچ آنہ

قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ کر لیں۔ نئے خریدار تو اسی نرخ سے ادائیگی کریں گے۔ پرانے خریداروں سے درخواست ہے کہ وہ بقایا چندہ ارسال کر دیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۵-شوال ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۵-اپریل ۱۹۵۸ء

نافرمان انسان پر تین دشمن گواہ جو اس کے وجود کے اجزاء ہیں

اور چوتھا دشمن گواہ جو قیامت کے دن خود انسان دشمنی کا اقرار کرے گا

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام - آپ کو معلوم ہے - کہ دُنیا اور آخرت، کے دونوں جہانوں کے بنانے والا اور چلانے والا ایک، اللہ جل شانہ' ہی ہے اور اس کی قدرت کا یہ کمال ہے کہ اس نے ان دونوں کے بنانے میں بھی کسی سے مدد نہیں لی - اور نہ ان کے چلانے میں کسی کا محتاج ہے وہ سب سے بے نیاز ہے -

بلکہ زمین اور آسمان کی سب مخلوق اس کے آگے سجدہ کرتی ہے اور فرشتے بھی اس سے ڈرتے ہیں

اس کا ثبوت

(اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَ ھُمۡ دٰخِرُوۡنَ ○ وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ○ یَخَافُوۡنَ رَبَّھُمۡ مِّنۡ فَوۡقِھِمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ○) سورہ النحل رکوع ۶ پارہ ۱۴

ترجمہ - کیا وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے - کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف جھکتے جا رہے ہیں - اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں - اور جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں - اور وہ تکبر نہیں کرتے - وہ اپنے بالادست رب سے ڈرتے ہیں - اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے - وہ بجا لاتے ہیں -

حاصل

ان آیات سے حاصل یہ نکلا کہ زمین اور آسمان والے سب اس سے ڈرتے ہیں اور سب اسی کے حکم کے بندے ہیں - اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے -

دُنیا کے نظام کا چلانا انسان کے سپرد کیا ہے

وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡھَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡھَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ - جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا - میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں - فرشتوں نے کہا - کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے - اور خون بہائے - حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے - اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں - فرمایا - میں جو کچھ جانتا ہوں - وہ تم نہیں جانتے -

انسان کو شکنجہ میں کس دیا ہے

انسان کو باوجود اپنا نائب بنانے کے ایک ایسے شکنجہ میں کس دیا ہے - کہ انسان جو کچھ بھی کرتا ہے ایک ایک منٹ کی رپورٹ لکھی ہوئی اس کے پاس پہنچ جاتی ہے

اس کا ثبوت

۱

(مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ ○)

سورہ قٓ رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ - وہ (انسان) مُنہ سے کوئی بات نہیں نکالتا - مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے

۲

(وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ○ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ ○ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ○ سورہ الانفطار پارہ ۳۰

ترجمہ - اور بے شک تم پر محافظ ہیں - عزت والے اعمال لکھنے والے - وہ جانتے ہیں - جو تم کرتے ہو -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - ”جو نہ خیانت کرتے ہیں نہ کوئی عمل لکھے بغیر چھوڑتے ہیں - نہ ان سے تمہارے اعمال پوشیدہ ہیں - جب سب عمل ایک ایک کر کے اس اہتمام سے لکھے جا رہے ہیں - تو کیا یہ سب دفتر یونہی بیکار چھوڑ دیا جائیگا - ہرگز نہیں - یقیناً ہر شخص کے اعمال اس کے آگے آئیں گے اور اس کا اچھا یا بُرا پھل چکھنا پڑے گا - جس کی تفصیل آگے بیان کی۔“

انسان کے اعمال کی بارگاہ الٰہی میں روزانہ دو مرتبہ رپورٹ پہنچائی جاتی ہے

اس کا ثبوت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوۡنَ فِیۡکُمۡ مَلٰٓئِکَۃٌ بِاللَّیۡلِ وَمَلٰٓئِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجۡتَمِعُوۡنَ فِیۡ صَلٰوۃِ الۡفَجۡرِ وَصَلٰوۃِ الۡعَصۡرِ ثُمَّ یَعۡرُجُ الَّذِیۡنَ بَاتُوۡا فِیۡکُمۡ فَیَسۡئَلُھُمۡ رَبُّھُمۡ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِھِمۡ کَیۡفَ تَرَکۡتُمۡ عِبَادِیۡ فَیَقُوۡلُوۡنَ تَرَکۡنٰھُمۡ وَھُمۡ یُصَلُّوۡنَ وَ اَتَیۡنٰھُمۡ وَھُمۡ یُصَلُّوۡنَ - متفق علیہ

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس رات اور دن والے فرشتے باری باری آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں - پھر وُہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں - جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی - پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے - حالانکہ وہ خود بھی بہترین طریقہ سے ان کے حالات جانتا ہے - میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو - پھر وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو ایسے حال میں چھوڑا ہے - جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے - اور ان کے پاس پہنچے بھی ایسی حالت میں تھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے -

حاصل

یہ نکلا کہ ہر انسان کے اعمال کی رپورٹ اس کے رب کے ہاں دن میں دو مرتبہ پہنچ جاتی ہے -

نتیجہ

اس عقیدت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان ہر وقت ایسے اعمال کے کرنے کی کوشش کریگا جن سے اللہ تعالےٰ راضی ہو - اور اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ انسان کو مطلق آزادی نہیں دی گئی - بلکہ اس کے اعمال کی کڑی نگرانی ہوتی ہے -

اِنسان کے اعمال پر زمین کی شہادت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضؓ قَالَ قَرَأَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃَ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَھَا قَالَ اَتَدۡرُوۡنَ مَا اَخۡبَارُھَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخۡبَارَھَا اَنۡ تَشۡھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبۡدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَھۡرِھَا اَنۡ تَقُوۡلَ عَمِلَ عَلَیَّ کَذَا وَکَذَا یَوۡمَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَھٰذِہٖ اَخۡبَارُھَا رواہ احمد والترمذی

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی - یومئذٍ تحدث اخبارہا - ترجمہ - اس دن (قیامت کے دن)

زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو۔ زمین کی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ زمین کی خبریں دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دیگی۔ جو کچھ اس نے زمین کی پیٹھ پر بیٹھ کر کیا تھا۔ یہ کہیگی مجھ پر بیٹھ کر فلاں فلاں کام فلاں فلاں دن کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ زمین کی خبریں دینے سے یہی مراد ہے۔

اپنے اعضا کی شہادت

انسان کے خلاف خود اس کے اعضا گواہی دیں گے (وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللّٰهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ○ حَتّٰى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ط قَالُوا أَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ○ سورہ حٰم السجدہ رکوع ۳ پ ۲۴

ترجمہ۔ اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے یہانتک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچیں گے۔ تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی۔ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے۔ کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی۔ جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے۔ اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤگے۔ اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اُوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے۔ لیکن تم نے گمان کیا تھا۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا۔

مثلاً آج کل کے تمدن

کے دلدادگان اور فرنگفتگان کے متعلق جو سنیما دیکھنے کے شائق ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی خواہ سارے دن میں ایک مرتبہ بھی توفیق نہ ہو۔ تو انہیں کوئی افسوس نہیں ہوتا۔ مگر رات کو سنیما میں جانے کے عادی ضرور جاتے ہیں۔ اور جانے والیاں ضرور جاتی ہیں۔ ان کے خلاف ان کے کان گواہی دینگے کہ ہمارے ذریعہ سے ایکٹرسوں کے گانے سُنا کرتے تھے۔ اور بدن کی کھالیں کہیں گی اور ہمیں بھی اپنے ساتھ اٹھا کر لیجایا کرتے تھے۔

یا مثلاً

یہی اعضا ان کے خلاف یہ شہادت دینگے کہ اے اللہ اپنے پاکستان کی گانے والیوں اور ناچنے والیوں کے ناچ دیکھ کر ان کی ہوس پوری نہیں ہوتی تھی۔ تو شام۔ عراق۔ ٹرکی۔ ایران وغیرہ اور کبھی چین سے گانے والیاں اور ناچنے والیاں بلایا کرتے تھے۔ تاکہ ان کے گانے سُنا کر اپنے کانوں کو محظوظ کریں۔ اور ان کی شکلیں دیکھنے سے ان کی آنکھیں لطف اُٹھائیں اور اپنی بدنامی کو دُور کرنے کے لئے اس قسم کے اجتماعات کا نام ثقافت اسلامی رکھا کرتے تھے۔ گویا کہ پاکستان میں ان ناشائستہ حرکتوں سے اسلام کو زندہ کیا کرتے تھے۔ گزشتہ بیان کردہ فقتہ نو تعلیم جدید کے مکمل تعلیمیا فتگان اور تمدّن جدید سے مکمل طور پر آراستہ حضرات کا تھا۔ اب چھوٹے میاں جو ان کی جگہیں پُر کرنے کے لئے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم اور تربیت پا رہے ہیں یعنی

سکولوں اور کالجوں کے طلباء

کی کہانی بھی سُن لیجئے۔ جو روزنامہ نوائے پاکستان، ۲۰ فروری ۱۹۵۵ء میں طبع ہوکر طشت ازبام ہوچکی ہے۔

”ساٹھ فیصدی طوائفوں کی روزی کا دار و مدار طلباء پر ہے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی۔“

سٹاف رپورٹر

لاہور ۱۸۔ فروری معلوم ہُوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرا منڈی (لاہور کا چکلہ) کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے اُنھوں نے ایک رپورٹ مرتب کر کے اعلیٰ حکام کے سپرد کر دی ہے۔ مزید معلوم ہُوا ہے کہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ ہیرامنڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فی صدی طلبہ ہر روز داد عیش دیتے ہیں۔“

طلبہ کے لئے تنبیہ

عزیزان من۔ اعلان الٰہی جو ابھی سُن چکے ہو۔ وہ تمہارے متعلق بھی ہے۔ کہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں تمہارے کان۔ تمہاری آنکھیں۔ تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دینگی۔ آنکھیں کہینگی کہ اے اللہ ہماری روشنی کے ذریعہ سے بدکار عورت کے مکان پر پہنچے تھے۔ کان کہیں گے ہمارے ذریعہ سے رنڈی کی گفتگو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی۔ اور بدکاری کے لئے فیس کا فیصلہ ہوتا تھا۔ کھالیں کہیں گی کہ اے اللہ جب بدکاری کر رہے تھے تو ہمیں بھی اپنے ساتھ ہی رکھا تھا۔

ہا آنکھیں گواہی دینگی کہ ہمارے ذریعہ سے ایکٹرسوں کو دیکھا کرتے تھے

اے یورپین تہذیب کے فریفتگان

تمہارا خیر خواہ نمبر اوّل اللہ جل شانہٗ ہے۔ جس کا تسلط تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک ہے۔ اس کے بعد تمہارے خیر خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ جو مدینہ منورہ کے گنبد خضراء میں آرام فرما ہیں۔ اس کے بعد تمہارے خیر خواہ

فقط حق پرست علماء کرام

ہیں۔ جن کو تم گالیاں دیتے ہو۔ کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ تم مولوی کو فقط اس لئے گالیاں دیتے ہو کہ حق پرست عالم تمہاری رعایت کئے بغیر تم سے نڈر ہو کر کہتا ہے کہ زنا نہ کرو۔ شراب نہ پیو۔ پرائی عورتوں سے ڈانس نہ کرو۔ کنجریوں کے گانے نہ سنو۔ رشوت نہ کھاؤ۔ وغیرہ وغیرہ بُرائیوں سے مولوی روکتا ہے۔ معاف کیجئے میں کہا کرتا ہوں۔ میری قوم

مالیخولیا کی مریض ہے

مالیخولیا کے مریض کا فقط دماغ خراب ہوتا ہے۔ باقی سب اعضاء اس کے ٹھیک ہوتے ہیں۔ کھانا کھا لیتا ہے اور خوب ہضم کر لیتا ہے۔ سارا دن لوگ اس سے مذاق کرتے ہیں اور وہ اپنے کمرے میں بند ہونے کے باوجود سب سے خوب ہنسی مذاق کی باتیں کرتا ہے۔ گویا کہ سب سے خوش رہتا ہے۔ اور جس وقت اس کا وہ وارث آتا ہے۔ جو دوائی کا پیالہ لاتا ہے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑوا کر اس کے مُنہ میں نلکی ڈال کر اسے دوائی پلاتا ہے۔ تاکہ میرا بھائی شفایاب ہو جائے۔ اس کی زندگی خوشگوار بسر ہو۔ اپنے بال بچوں کی عقلمندوں کی طرح خبرگیری اور تربیت کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ فقط اس کا بھائی خیر خواہ ہے۔ مگر جب وہ مریض کے سامنے آتا ہے تو مریض کا دل چاہتا ہے۔ کہ اگر میرے ہاتھ میں پتھر ہو تو اس کے سر پر مار کر اس کا سر پھوڑ دوں۔

خلاصہ یہ ہے

کہ مالیخولیا کا مریض اپنے خیر خواہ کو بدخواہ

خیال کرتا ہے۔ اور اپنے دوست کو دشمن سمجھتا ہے اسے تہذیب و تمدن یورپ کے دلدادہ مسلمان بھائیو حق پرست علماء کرام

محض آپ کی خیرخواہی

کی بناء پر آپ کو غلط راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ جو آپ کو دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے یاد رکھو۔ حق پرست علماء کرام اپنے آپ کو فقط اللہ تعالےٰ کا محتاج سمجھتے ہیں۔ اور فقط اسی کے دروازے کی دریوزہ گری سے اپنی حاجتیں پوری کرنے کے متمنی اور عادی ہیں۔ آپ کی دولت۔ آپ کا سرمایہ۔ آپ کی معقول تنخواہیں۔ آپ کی زمینوں کی آمدنیاں۔ آپ ہی کو مبارک ہوں۔ اس لئے ہوش سے کام لیجئے۔

دوست اور دشمن
اپنے اور پرائے
خیرخواہ اور بدخواہ

کو پہچانئے۔ میرے بھائی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کو مان لینگے تو آپ کا ہی بھلا ہوگا۔ اور ہمارے دل ٹھنڈے ہوں گے۔ کہ ہماری محنت کامیاب ہوگئی۔ ورنہ قیامت کے دن یہ عذر تو نہیں کرسکوگے کہ اے اللہ تیرا پیغام کسی نے ہمیں پہنچایا نہیں تھا۔ اور سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں یہ عذر تو نہیں پیش کرسکوگے۔ کہ یا رسول اللہ آپؐ کے کسی مبلغ اسلام نے آپؐ کا پیغام پہنچایا ہی نہیں تھا۔

انسان کے چوتھے دشمن گواہ کا بیان

(وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ
وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ
اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ
مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہوچکے گا تو شیطان کہیگا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا پھر تم نے میری بات کو مان لیا پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو ورنہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شیطان کی دعوت پر لبیک کہنے کی مثالیں

میرے دنیادار بھائیو۔ قاعدہ یہ ہے کہ طبیب یا ڈاکٹر مریض کی موجودہ بیماری کی اطلاع مریض کو دیتا ہے۔ خواہ وہ بیماری ایسی ہو۔ کہ جس کے ذکر کرنے سے بھی شرم محسوس ہوتی ہو۔ مگر طبیب مریض کو صاف الفاظ میں اس کی اطلاع دیتا ہے۔ اور علاج بتلاتا ہے تاکہ مریض شفایاب ہوجائے۔

اسی پر روحانی بیماریوں

اور روحانی طبیب کو قیاس کر لیجئے مثلاً حق پرست علماء کرام تمہیں باربار اطلاع دیتے ہیں کہ سنیما بینی میں لاخلاقی۔ اقتصادی بربادیاں ہیں۔ اس کے دیکھنے سے باز آجاؤ۔ مگر سنیما بینی کے عادی مرد ہوں یا عورتیں شیطان کی پیش کردہ اس عبارت کو دیکھ کر بے خود ہو جاتے ہیں۔ جو ایک تختے پر لکھی ہوئی ریڑھی پر ہوتی ہے۔

کبھی ہوتا ہے۔ دو گھڑی کی موج
〃 〃 〃 کس کی پیاری
〃 〃 〃 شادی کی پہلی رات

وغیرہ وغیرہ

اے سنیما کے شیدائیو

بتلاؤ۔ مذکورۃ الصدر عبارتوں میں کونسی چیز تمہیں گھروں سے اٹھا کر سنیما میں پہنچانے والی ہے۔ کیا کوئی شریف آدمی ان عنوانوں پر فریفتہ ہوکر موٹر پر مع بیوی کے سوار ہوکر ٹکٹ لے کر سنیما میں پہنچ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں مجھے شرافت کے لفظ استعمال کرنے سے اکبر الہ آبادی مرحوم کے

چند اشعار یاد آگئے

بدل جائے گا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے
نہ خاتونوں میں رہ جائیگی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

میرے بھائیو

جو باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔ یہ آپ کی خیرخواہی کی ہیں۔ تاکہ آپ کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار نہ ہو۔ میرے بھائیو **ایک نیک مشورہ** عرض کرتا ہوں۔ یورپین ازم میں جو بات اسلام کے لئے مفید ہو وہ بات بیشک ان لوگوں سے لے لو۔ اور جس بات میں اسلام کی تنقیص اور توہین ہو اس سے بچو۔ سنیما بینی کی برائی عرض کرچکا ہوں اس سے بچو۔ اور حکومت برطانیہ کے علمبرداروں (جو ہندوستان میں حکومت کرتے تھے) میں

تین خوبیاں تھیں

وہ بیشک لے لو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہمارے اسلام میں یہ قاعدہ مسلم ہے۔

"كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ وَجَدَهَا۔ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا"

ترجمہ۔ حکمت کی بات (گویا کہ) مومن کی گم شدہ چیز تھی۔ جہاں اسے پائے۔ پس وہ (مومن) اس چیز کے قبول کرلینے کا زیادہ مستحق ہے۔ اب سنئے انگریز میں

تین خوبیاں تھیں

جن کی بناء پر انگریز کی حکومت کا نظام چل رہا تھا۔ پہلی۔ وقت کا پابند تھا۔ دوسری اپنے تجویز کردہ قانون کا پابند تھا۔ تیسری (اگرچہ خدا پرست نہیں تھا۔ مگر) قوم پرست ضرور تھا۔

ہمارے ذمہ داروں

میں ان تینوں چیزوں کی بہت کمی ہے (اگرچہ بعض حضرات دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔ مگر اکثریت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس لئے نظام بگڑا ہوا ہے)

انسان کے چوتھے دشمن شیطان کا احادیث میں ذکر

پہلی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يُفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَاَتِهٖ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ رَوَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهٗ رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو (دنیا میں) بھیجتا ہے جو لوگوں میں فساد ڈالتے ہیں۔ پھر ان میں سے درجے کے لحاظ سے ابلیس کے نزدیک سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے۔ جو فساد ڈالنے میں سب سے زیادہ ہو۔ ان (شیطانوں)

ہیں سے ایک آتا ہے۔ پھر (اسے بتلاتا) ہے۔ کہ میں نے اس اس طرح (فساد) کیا ہے۔ پھر ابلیس (اسے) کہتا ہے۔ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر ان میں سے ایک آتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس شخص کو چھوڑا ہی نہیں۔ . . . .

. . . یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرا دی۔ (یعنی طلاق دلوا دی) آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ (ابلیس) اسے اپنے نزدیک کر لیتا ہے۔ اور کہتا ہے تم بہت اچھے ہو۔ اعمش (راوی) نے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ (کہ میرے اُستاد نے) کہا تھا۔ پھر (ابلیس) اسے گلے لگا لیتا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح ہوگئیں۔ کہ ابلیس روزانہ اپنے لشکر دُنیا میں فساد ڈلوانے کے لئے بھجواتا ہے۔ خواہ وہ فساد گھر والوں میں ہو۔ یا ایک قوم کی مختلف جماعتوں میں یا مختلف قوموں میں ہو۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ۔

دوسری

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِہٖ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنُہٗ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ قَالُوْا وَاِیَّاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِیَّایَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ

رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابنِ مسعود سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے۔ مگر ہر ایک پر جن میں سے ایک ساتھی تجویز کیا گیا ہے۔ اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے۔ انہوں نے عرض کی اور آپؐ پر بھی (مسلّط کیا گیا) آپؐ نے فرمایا۔ اور مجھ پر بھی۔ لیکن اللہ نے مجھے اس پر مدد دی ہے۔ پھر میں اس کے شر سے بچتا ہوں۔ پھر مجھے سوائے نیکی کے اور کوئی بات نہیں کہتا۔

دو توجیہیں

اَسْلَمَ کے لفظ میں محدثین حضرات کے ہاں دو توجیہیں ہیں۔ پہلی یہ لفظ اَسْلَمَ ہے یعنی میرا شیطان مسلمان ہوگیا ہے۔ اور دوسری توجیہہ یہ ہے کہ اَسْلَمُ ہے جس کی معنی یہ ہے کہ میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں۔

۴ بہرحال

سیّدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزاج اقدس پر شیطان کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ یَھُوْدِیَّۃً دَخَلَتْ عَلَیْھَا فَذَکَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَھَا اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَۃُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰی صَلٰوۃً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

(متفقٌ علیہ)

جناب عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور پھر کہا عائشہؓ خدا تم کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کا حال پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں قبر کا عذاب حق ہے۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ اس (واقعہ) کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ کہ آپؐ نے کوئی نماز پڑھی ہو۔ اور قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَائِطٍ لِبَنِی النَّجَّارِ عَلٰی بَغْلَۃٍ لَّہٗ وَنَحْنُ مَعَہٗ اِذْ حَادَتْ بِہٖ فَکَادَتْ تُلْقِیْہِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّۃٌ اَوْ خَمْسَۃٌ فَقَالَ مَنْ یَّعْرِفُ اَصْحَابَ ھٰذِہِ الْاَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰی مَاتُوْا قَالَ فِی الشِّرْکِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِھَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْہُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ (رواہ مسلم)

زید بن ثابت رضؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بنی) نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ تھے اچانک آپؐ کی خچر بگڑی اور قریب تھا کہ آپؐ کو گرا دے۔ ناگہاں پانچ چھ قبریں معلوم ہوئیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ان قبروں کے اندر جو لوگ ہیں۔ کوئی ان کو جانتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا میں جانتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا یہ کس حال میں مرے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ شرک کی حالت میں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ امت آزمائی جاتی ہے اپنی قبروں میں اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا۔ کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ تو میں ضرور اللہ تعالےٰ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو بھی قبر کے عذاب کو سُنا دے۔ جس طرح کہ میں سنتا ہوں اس کے بعد آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ سے دعا مانگو کہ وہ آگ کے عذاب سے بچائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہم اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قبر کے عذاب سے تم خدا سے پناہ طلب کرو صحابہؓ نے کہا ہم اللہ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم پناہ مانگو اللہ سے ظاہری اور باطنی فتنوں سے۔ صحابہؓ نے کہا ہم خدا سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ ظاہری اور باطنی فتنوں سے پھر آپ نے فرمایا تم پناہ مانگو دجال کے فتنہ سے۔ صحابہؓ نے کہا۔ ہم پناہ مانگتے ہیں خدا سے دجال کے فتنہ سے۔

مجلس ذکر منعقدہ ۲۴ر اپریل ۱۹۵۸ء مطابق ۴ر شوال ۱۳۷۷ھ

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

"خاموش مبلغ"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،

اَمَّا بَعْدُ:— آج کا عنوان عرض کرنے سے پہلے حلقۂ ذکر میں شامل ہونے والوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے **خوشخبری** عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حدیث شریف کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ (یعنی ذکر الٰہی کو سننے کے لئے) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس وہ فرشتے (آ جاتے ہیں اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) ان کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے تیری عظمت بزرگی کا ذکر کر رہے تھے تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے۔ اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے۔ پھر خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے۔ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب اُن میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے۔ اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا (یہ سُن کر) اُن فرشتوں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں سے ایک ایسا شخص بھی تھا جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں محروم رکھا جاتا اُنکے پاس بیٹھنے والا۔ (بخاری) اللہ تعالیٰ مجھے اور آپکو استقامت

اصل مضمون کا عنوان

آدھے منٹ میں تین فائدے

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول
۲۔ دل میں سکون
۳۔ شیطان کو شکست

یہ تینوں برکتیں آدھے منٹ میں حاصل ہو سکتی ہیں۔

شیطان مہلت لے کر آیا ہے۔ کہ تیری مخلوق کو گمراہ کروں گا

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۵ پ ۲۳) ترجمہ:— تیری عزت کی قسم۔ میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔

عربی مقولہ ہے۔ لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ۔ یعنی ہر فن کے لئے علیحدہ علیحدہ کاریگر ہوتے ہیں۔ بھوک لگتی ہے تو اس کے لئے نانبائی دال روٹی پکا کر رکھتے ہیں۔ لوگ حسب ضرورت وہاں جا کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ جوتی کی ضرورت پورا کرنے کے لئے بعض جوتیوں کی دکان کھول لیتے ہیں اور پھر سب مرد عورت بچے بوڑھے وہاں جا کر اپنے اپنے لئے جوتا خرید لیتے ہیں۔ برتنوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کسیرا بازار (لاہور) میں برتنوں کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ تن پوشی کے لئے کپڑا درکار ہے تو غیر ملکی کارخانوں سے طرح طرح کا کپڑا آ کر بازار میں فروخت ہوتا ہے

امراض روحانی کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ جمعہ ع ۱ پ ۲۸) ترجمہ۔ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم قرآن بھی ہیں اور باطن کو امراض روحانی سے شفایاب بھی فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی ذمہ داریوں کو آپؐ کی امت کے بعض افراد نے اپنے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ ان ذمہ داریوں کو علمی نقطۂ نگاہ سے سمجھانا تو علماء کرام کا کام ہے مثلاً فارغ التحصیل علماء کرام کو وہی شخص قرآن پڑھا سکتا ہے۔ جس کا اپنا عبور علوم متداولہ مروجہ پر ہو۔ اور صفت مزکّی کے حامل یعنی امراض باطنی سے شفایاب کرنے کے لئے صوفیائے عظام کی صحبت ضروری ہے۔

امراض روحانی میں ایک بیماری حسد ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس لیے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ (یعنی نیکیوں کو فنا کر دیتا ہے) جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ دوسری روحانی بیماری ریا ہے۔ وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ (رواہ احمد)

ترجمہ :- محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ (چھوٹا شرک) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے۔ فرمایا ریاء جب تک مزکی صحیح طور پر تربیت نہ کرے۔ ان بیماریوں سے شفا نہیں ہو سکتی۔

میں کہا کرتا ہوں کہ جس طالب علم نے آج عربی پڑھنے کے لئے ضَرَبَ یَضْرِبُ اب شروع کیا ہے اور اُس کی ٹوپی پھٹی ہوئی ہے۔ جوتی ٹوٹی ہوئی ہے۔ کرتہ پھٹا ہوا ہے۔ میں اُس کی قدر کرتا ہوں۔ یہ اس لئے کہ یہ طالب علم بڑا ہو کر اپنے اُستاد کی مسند سنبھالے گا اور اس کے مقابلہ میں بی اے اور فورتھ ایر کے طالب علم جو بہترین بوٹ سوٹ میں ملبوس کنگھی پٹی کئے ہوئے نہایت صاف ستھرے ہوں۔ میری نگاہ میں ان کی کوئی عزت نہیں ہے۔ کیونکہ عربی کا طالب علم عالم ہو کر قَالَ اللّٰهُ وقال الرَّسُوْلُ کی اشاعت کرے گا۔ اور انگریزی دان نوجوانوں سے اس خدمت کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کو زمانۂ تعلیم میں کتاب اللہ سے روشناس نہیں کیا گیا۔

مزکّی کی ضرورت

کلہاڑی جب لوہار کی دوکان سے نکلتی ہے تو اس کی ظاہری خوبصورتی کے لئے نکل پالش کی ضرورت ہوتی ہے۔ نکل ہو جانے کے بعد دیدہ زیب بھی ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ جب عالم تحصیل علوم سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو انہیں مزکّی کی ضرورت ہوتی ہے۔ قال تو سکھاتے ہیں علماء کرام اور حال کی اصلاح صوفیاء عظام فرماتے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ الایہ (سورہ آل عمران رکوع ۱۹ پ ۴) (ترجمہ وہ جو اللہ کو اُٹھتے اور بیٹھتے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔

انسان بنانے کا نصاب اور دستور العمل قرآن ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اسوہ حسنہ اور اس کے بعد پھر صحابہ کرامؓ بھی معیار ہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ..... ایک پیشینگوئی موجود ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَاءِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّهٗ عَلَانِیَةً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذَالِكَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَاءِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اُمت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئیگا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل درست اور ٹھیک۔ جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی۔ تو میری اُمت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کرینگے اور بنی اسرائیل کی قوم ۷۲ فرقوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ میری اُمت تہتر ۷۳ فرقوں میں منقسم ہوگی۔ جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائینگے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟ ۔ آپؐ نے فرمایا وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے اصحابؓ۔

در اصل رنگ ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علمائے کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔ صوفیائے کرام قال کو حال بناتے ہیں اور صبغۃ اللہ کا رنگ چڑھاتے ہیں جیسے رنگ فروش سے رنگ خرید کر رنگساز کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور رنگساز پگڑی کی تار تار میں رنگ پہنچا دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کے دو قسم پیدا کیے ہیں وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ۔ علماء کرام بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اور صوفیاء عظام بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اکثر علماء کرام عالم تو ہوتے ہیں۔ لیکن دوسروں کی اصلاح نہیں کر سکتے مگر صوفیاء کرام دُوسروں کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اللہ والے مذکورہ بالا تینوں نعمتیں ۱- خدا کی رضا کا تمغہ۔ ۲- دل کا سکون اور ۳- شیطان کو شکست دینا۔ آدھے منٹ میں سکھا دیتے ہیں۔

گمراہی کا گائیڈ شیطان ہے جو سینما کو لے جاتا ہے اور جہنم کا ٹکٹ دلاتا ہے بیوی بچوں کو جلدی جلدی کھانا کھلا کر تیار کرتے ہیں۔ اور میاں صاحب سب کو لے کر سینما پہنچاتے ہیں اور وہاں سے جہنم کا ٹکٹ خریدتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مُربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ہمارے قادری خاندان میں ذکر کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ زمین پر دایاں قدم رکھتے وقت اللہ کہا جائے اور بایاں قدم رکھتے وقت ہُو کہا جائے جو آدھے منٹ میں ادا ہو سکتا ہے۔ ادھر اللہ ہُو کہا اور اُدھر رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل ہوا۔

جس کا ثبوت فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ میں ہے۔ یعنے تم مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔ جس کو خدا یاد کرے اُس جیسا خوش نصیب اور کوئی ہے؟ جب اللہ یاد کرے گا تو دل کو چین آئے گا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (خبردار اللہ کے ذکر سے سکون حاصل ہوتا ہے)

اگر سارا دن دوکان پر بیٹھ کر جھوٹ بولا تو ذکر سے کیا فائدہ۔ دل کا شیشہ صاف ہو تو ذکر کا لطف بھی آتا ہے۔ اگر برتن بدبودار ہو تو اس میں خوشبودار چیز ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں شیطان اگرچہ "اے اللہ تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کر دوں گا" کا اعلان کر چکا ہے۔ لیکن اللہ ھو کی نام کی دہشت کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ

آذان کی آواز سن کر شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے۔ جہاں آذان کی آواز نہیں پہنچ سکتی۔

دائیں قدم پر اللہ۔ بائیں قدم پر ھُو یہ آدھے منٹ میں اللہ والے سکھاتے ہیں۔ ہر قدم پر زمین بھی دعائیں دیتی جائیگی۔ اس قسم کا زمین پر چلنے والا ہو تو زمین بھی قبر میں جانیکے بعد کہتی ہے کہ جب تو زمین پر چلتا تھا تو مجھے بڑا ہی پیارا لگتا تھا۔ اور آج دیکھ میں تجھ سے کیا سلوک کرتی ہوں اور اسکے بعد نگاہ کی دوری تک فراخ ہو جاتی ہے۔ اللہ والوں نے کیسا رنگ چڑھایا۔ اللہ تعالیٰ بھی خوش ہے اور زمین بھی خوش ہو جاتی ہے۔ اگر ذکر نہیں کرتا اور بدمعاشی کرتا رہا ہے۔ دن کو دھوکہ فریب رات کو غافل تو قبر بھی تنگ ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ جب تو زمین پر چلتا تھا تو مجھے بہت ہی برا لگتا تھا۔ آج دیکھ میں تجھ سے کیسا سلوک کرتی ہوں اور وہ اس قدر تنگ ہو جاتی ہے اور اس کو دباتی ہے کہ اسکی دائیں طرف کی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں کی دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔ صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علیٰ ذالک من الشٰھدین

خدا تعالےٰ کا فرمان سچا ہے۔ حضورؐ کا فرمان بھی سچا ہے۔ اللہ والے فرماتے ہیں۔ اطلبوا الاستقامۃ ولا تطلبوا الکرامۃ لان الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں شامل ہونے کی برکت سے استقامت عطا فرمائے۔ آمین آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔

کہ اللہ تعالےٰ جس راستے پر لے جا رہا ہے۔ اس پر استقامت عطا فرمائے۔ ایمان اور اسلام لحد قبر کے اندر لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میں آپ کے حق میں یہی دعائیں کرتا ہوں

آمین یا رب العالمین

فیوضاتِ مدنی

حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہٗ دین اسلام کی بنیادی تعلیمات سے پوری طرح واقفیت سے ممتاز تھے۔ اس لئے شریعت مطہرہ کے ہر حکم کو واجب العمل قرار دیتے تھے۔ آج تعبیر اور تجدید کا نام لے کر دینی اساس کو متزلزل کیا جا رہا ہے۔ یہ مکتوب گرامی ان لوگوں کے لئے چشمۂ بصیرت ہے۔ جو دینی قدروں سے نا واقف ہوتے ہوئے غیر مسلموں کے مشاغبہ (پروپیگنڈہ) سے متاثر ہو جاتے ہیں اور دین میں قطع و برید کے ارتکاب کرنے کو اجتہاد۔ خدمت دین سمجھتے ہیں۔ یہ مکتوب منیف ایک بہن کے خط کے جواب میں ہے۔ جس سے حقوق زوجین، حقوق نسوانی۔ اسلامی آئین کی افادیت پر مفصل تبصرہ ہے۔ یہ مکتوب شریف استقلال دیوبند مورخہ ۲۸ اپریل ۳۷ء سے نقل کیا گیا ہے۔

بجناب صدر مدرس صاحب دیوبند زاداللہ تعالٰے درجاتہم

آداب و تسلیم قبول باد۔ براہ مہربانی مسئلہ ہذا کے متعلق صحیح جواب دے کر ممنون فرمائیں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا جس طرح مرد اپنی عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔ عورت خلع کرنے کرانے کی مالکہ نہیں؟ ضرور مالکہ ہے۔ یہ مسئلہ شیعہ سُنی دونوں فریق کے مشترک ہے کتاب فقہ موجود ہے۔ مگر بمبئی کے قاضی صاحب مُرغا اندر کا بیان ہے کہ عورت کو کسی طرح کا حق ہی نہیں ہے۔ کیا اسلامی شریعت کا یہی انصاف ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسلام کو دُور سے سلام ہے۔ براہ مہربانی اس کا جواب واپسی ڈاک فی الفور عنایت فرما کر ممنون کیجئے۔ اگر انگریزی اور اردو دونوں میں ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ مقدمہ کی صورت قبول کرنے والا ہے۔

محترمہ من زید مجدہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ جس کو دیکھ کر آپ کی ناواقفیت اور پست ذہنیت پر افسوس ہوا۔ اور سب سے زیادہ افسوس اس بات پر ہوا کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس نہیں ہے۔ اور پھر اس کو اسلام کے سر تھوپنا چاہتی ہیں۔

(۱) میری محترم بہن اسلام ایک ایسا مقدس اور مکمل قانون ہے۔ جس نے بہتر سے بہتر ذریعے تحفظ حقوق انسانی کے قائم کئے ہیں اور جس نے انسانی دُنیا کے تمام مدارج ترقی و زندگانی کا تکفل کیا ہے۔ وہ ہر قسم کی بھلائی کا ذمہ دار ہے۔ خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ خواہ سیاسی ہو یا اقتصادی، خواہ جسمانی ہو یا روحانی، خواہ دنیاوی ہو یا

قاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہٗ

اُخروی۔ خواہ مالی ہو یا ذرائع مال و دولت والی وغیرہ وغیرہ۔ ہاں ہر ذہن اور ہر عقل کسی معمولی ماہر فن کی باریک اور اعلےٰ باتوں کے سمجھنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کسی فوق العادہ اور غیر معمولی ہستی کی باریک باتیں اور اس کے بنائے ہوئے اعلےٰ قوانین ہوں۔ مگر کسی قانون سے نفع اس وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کو جاری کیا جائے اور اس پر عملدرآمد ہو۔ اگر قانون عمدہ سے عمدہ بنا دیا گیا۔ مگر اس پر عمل نہیں کیا جاتا تو کوئی ثمرہ اور نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ علیٰ ہذاالقیاس عمل صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس قانون کے پہلوؤں کو اس کے دفعات کو سیکھا جائے اور ان پر عمل کی کوششیں عمل میں لائی جائیں۔

(۲) (الف) میری محترم بہن۔ تمام قوموں اور تمام ملکوں اور حکومتوں کا تسلیم شدہ قانون ہے کہ جو معاملات دو شخصوں کے درمیان مبادلہ کے جاری ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شخص کا اپنی چیز میں تصرف کرنے کا اختیار اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ معاملہ طے نہ ہو جائے۔ اور جب طے ہو گیا اور ہر ایک نے اپنی رضامندی سے اس معاملہ کے تمام امور ضروریہ کو انجام دے دیا تو پھر اب اپنی پہلی چیز سے اس کا حق تصرف اُٹھ جائیگا ہاں اس چیز میں جوکہ اس کو اس معاملہ کی وجہ سے ملی ہے حق تصرف حاصل ہو جائیگا دنیا میں تمام معاملات خرید و فروخت کے اجارہ اور ٹھیکہ داری کے۔ تجارت اور صناعات کے اسی طرح جاری ہوتے ہیں۔ خرید و فروخت تمام ہو جانے کے بعد بیچنے والے کو اپنے مال سے کسی قسم کا تعلق باقی نہیں رہتا۔ علیٰ ہذاالقیاس خریدنے والے کو زرثمن سے کسی قسم کا تعلق نہیں رہ جاتا۔ اگر بیچنے والا مبیع میں یا خریدنے والا زرثمن میں اس کے بعد کوئی مالکانہ تصرف کرے گا۔ تو قانوناً مجرم قرار دیا جائے گا۔ اس طرح اگر دونوں میں سے کوئی با اختیار خود اس بیع کو توڑنا چاہے تو بغیر دوسرے کی رضامندی کے اس کو قانوناً یہ حق نہ رہے گا

(ب) ہاں اگر بائع یا مشتری نے معاملہ کرتے وقت کوئی جائز شرط لگائی ہے۔ اور اس کے مقابل نے اس کو قبول کر لیا ہے تو اب اس کا حق باقی رہیگا اور حسب شرط اس کو اپنی چیز میں تصرف کرنا جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر اس نے معاملہ کو توڑنے اور فسخ کرنے کی شرط لگا دی تھی تو اس کو بعد معاملہ کے بھی اختیار ہوگا۔ کہ فسخ کر دے۔ خواہ اب اس کا حریف راضی ہو یا نہ ہو۔

(ج) جو معاملات اجارہ اور ٹھیکہ داری کے ہوتے ہیں۔ جن میں ایک طرف نقد اور دوسری طرف سے منافع کی تملیک ہوتی ہے۔ اصل چیز تو مالک کے ہی ملک میں باقی رہتی ہے۔ البتہ مستاجر یا ٹھیکہ دار کو اس چیز کے منافع کو حاصل کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ خواہ حسب شرط تمام عمر کے لئے ہو یا طویل مدت کے لئے یا مہینہ یا دو مہینہ کے لئے ہو۔ جیسے مکانات، مزارع، باغات، جنگلوں، دکانوں اور مزدوروں وغیرہ کے اجارات کا قصہ ہے ان میں مالک زمین و مکان وغیرہ کا معاملہ تمام ہو جانے کے بعد بغیر رضامندی اپنی زمین و مکان وغیرہ کو واپس لینے اور معاملہ کو توڑ دینے کا حق نہیں رہتا۔ لیکن مستاجر اور ٹھیکہ دار کو حق ہے کہ وہ ان منافع کو چھوڑ دے۔ جن کا کہ وہ بوجہ معاملہ اجارہ مالک ہوا تھا۔ البتہ اس کو ان نقود کے واپس لینے کا کوئی حق بغیر رضامندی مقابل نہ رہے گا۔ جس کو اس نے ادا کیا تھا۔ یعنی معاملہ اگر کسی مکان کے سکونت کے متعلق یا مزدور سے کسی خدمت کے متعلق ہوا ہے۔ تو وہ مدت معینہ تک صاحب مکان کو اپنا مکان اور مزدور کو اپنی مزدوری پیش کرنی ضروری ہے۔ اگر کوئی اس میں کوتاہی کرے گا تو قانوناً مجرم

قرار دیا جائے گا۔ مگر مستاجر کو یہ حق ہوگا۔ بغیر واپسی زر اجارہ مکان کو چھوڑ دے۔ یا مزدور کو آزاد کر دے اور اس سے خدمات معینہ نہ لے۔ صاحب مکان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری مرضی بغیر تجھ کو مکان چھوڑنے کا حق نہیں۔ علی ہذاالقیاس مزدور یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری بغیر مرضی تجھ کو مجھ سے خدمات نہ لینے اور آزاد کرانے کا حق نہیں اور نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جس طرح بغیر مرضی تو مکان چھوڑ سکتا ہے۔ اسی طرح میں تیری بغیر مرضی اپنے مکان کو تجھ سے نکال سکتا ہوں۔ علیٰ ہذاالقیاس مزدور کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کہے کہ جس طرح تو میری بغیر مرضی مجھ کو خدمات سے آزاد کر سکتا ہے اسی طرح مجھ کو بھی حق ہے کہ میں اپنے آپ کو خدمت معینہ سے نکال لوں۔ یہ مالک مکان یا مزدور ایسا کریں گے تو قانوناً مجرم قرار دیئے جائیں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زرنقد دینے والے کو ہر وقت یہ اختیار رہتا ہے۔ بغیر واپسی زر جس وقت چاہے اس منافع کو جن معاملہ پر کیا تھا۔ چھوڑ بیٹھے۔ خواہ اس کا حریف راضی ہو یا نہ ہو۔ اور مالک مکان یا زمین یا مزدور کو بعد تمامی معاملہ پر اختیار نہیں رہتا۔ ہاں اگر بوقت معاملہ مالک سے کوئی جائز شرط لگائی تھی۔ اور فریقین میں منظور ہو گئی تھی تو بلے شک اس کو بھی حق رہیگا کہ حسب شرط جب جی چاہے اپنی چیز کو نکال لے۔ خواہ مکان ہو یا گھوڑا۔ خواہ زمین ہو یا باغ وغیرہ وغیرہ

(۷) اگر مالک زمین و مکان، مزدور وغیرہ معاملہ کرنے کے وقت بلا شرط معاملہ کر لیتے ہیں اور معاملہ طے ہو جانے، زرنقد پر قبضہ کر لینے۔ معاملہ کے رجسٹرڈ ہو جانے۔ شہادتوں کے قائم ہو جانے کے بعد چاہتے ہیں کہ بغیر رضامندی فریق مقابل اپنی چیز کو مستاجر اور ٹھیکہ دار کے قبضہ سے نکال لیں۔ تو یقیناً جج کا فیصلہ یہی ہوگا۔ کہ تم کو ہرگز اختیار نہیں ہے۔ اگر تم ایسا کروگے تو مستحق سزا ہوگے۔ اگر تم کو ایسا کرنا تھا یا ایسی مشکلات کا کھٹکا تھا۔ تو تم کو قانون کی دفعات اجازت دیتی تھیں کہ تم معاملہ کے وقت ایسی شرطیں لگا لیتے۔ جن سے تم کو آج مجبوری پیش نہ آتی۔ اب تمہارے لیے سوائے تسلیم کوئی چارہ نہیں۔ تم نے اپنے پیر پر خود کلہاڑی ماری۔ تم نے کیوں نہیں شرطیں لگائیں تھیں۔

میری محترم بہن یہی حالت عقدِ نکاح کی ہے۔ اسلام نے عقدِ نکاح کو مثل عقدِ اجارہ قرار دیا ہے۔ جس طرح مکان یا زمین کا مالک کسی طویل یا قلیل مدت کے لیے بمقابلہ زرنقد معجل یا مواجل منافع مکان کو بیچتا ہے اور ٹھیکہ دار یا مستاجر کو ان منافع کے وصول کرنے کا حق دے دیتا ہے۔ اسی طرح عورت تمام عمر کے لیے اپنے منافع انوثیت و ولادت کو مرد مستاجر کے ہاتھ بیچ دیتی ہے اور حق استیفا دے دیتی ہے۔ زرمہر اس کا عوض ہے۔ فقط فرق اتنا ہے کہ یہاں کوئی مدت معین نہیں ہوتی۔ تمام عمر کا اجارہ ہوتا ہے۔ اور وہاں کبھی کبھی مدت معین ہوتی ہے۔ اور کبھی تمام عمر سالہا سال کا اجارہ ہوتا ہے۔ اسلام نے عورت کو اختیار دیا ہے کہ وہ نکاح کرتے وقت جائز شروط کر لے۔ ان کے بعد اس کو خلع اور طلاق کا پورا اختیار ہوگا۔ اور بلا رضامندی شوہر اپنے آپ کو حسب شروط طلاق دے سکے گی۔ مثلاً اگر یہ شرط ہو کہ تم نے بعد از نکاح مجھے نان و نفقہ نہ دیا۔ یا تو نے مجھے ماہوار اتنے روپے نہ دیئے یا تو نے زرمہر اتنے دنوں میں نہ دیئے۔ یا تو نے مجھ کو مارا پیٹا۔ یا تو نے میرے بعد کسی اور عورت سے نکاح کر لیا۔ وغیرہ وغیرہ تو مجھ کو اختیار ہوگا کہ میں اپنے اوپر ایک یا دو تین طلاق واقع کر لوں۔ اگر یہ شرط خاوند نے مان لی اور گواہوں کے سامنے ان کا اقرار کر لیا یا کابین نامہ میں تحریر کر دیا۔ یا قاضی کے رجسٹرڈ میں لکھوا دیا۔ تو عورت کو حسب شرط اختیار ہوگا۔ کہ وہ بلا رضامندی شوہر طلاق واقع کر لے شوہر کی ایک نہ سنی جائے گی۔

ہاں اگر عورت نے یا اس کے ماں باپ نے یا اس کے وکیل ولی نے نکاح کرتے وقت بلا شرط معاملہ کر لیا تو پھر استحقاق طلاق و خلع بغیر رضامندی اور عبادت شوہر نہیں ہوگا۔ شوہر نے زرمہر خرچ کیا ہے۔ اسی کو اختیار ہوگا۔ کہ ان منافع کو جو بعوض زرمہر ملک میں آئے تھے۔ چھوڑ دے یا نہ چھوڑے۔ عورت کو اس میں دم مارنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس صورت میں الزام قانون اسلام پر ہرگز عائد نہیں ہو سکتا۔ اسکی تمام تر ذمہ داری عورت پر اور اس کے اولیا

وغیرہ پر ہے۔ انہوں نے بوقت عقد نکاح کیوں نہیں سوچا سمجھا۔

میری محترم بہن۔ جو فتوے قاضی مرغوب صاحب نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ اسی صحیح قانون پر مبنی ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ عورت ہر وقت میں اور ہر طرح مجبور محض ہے۔ اور اس کو کسی وقت بھی اختیار نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح ابتدائی معاملہ کے وقت (یعنی عقد نکاح کے وقت) میں بغیر مرضی کے عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا اور کسی شخص خواہ باپ ہو یا بھائی یا اور کوئی رشتہ دار عاقل بالغ عورت پر جبر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ نہ نفس نکاح کے متعلق اور نہ کسی معین شخص کے متعلق۔ اسی طرح زرمہر معین کرنے کا حق بھی عورت ہی کو ہے۔ ماں، باپ، رشتہ دار، وکیل وغیرہ اسی کی مرضی سے جو چاہیں مقرر کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ نہ کریں گے تو مہر مثل لازم آئے گا۔ علی ہذاالقیاس اس عورت کو اور اس کے اولیاء کو شروط کا حق تھا۔ جب انہوں نے بلا شرط عقد نکاح کیا تو اب خلع کا بغیر مرضی شوہر حق ہرگز نہیں رہا۔

آپ کا فرمانا (کہ کیا یہی اسلامی شریعت کا بھی انصاف ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسلام کو دور سے سلام ہے)۔ آپ کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اگر آپ کو یا آپ کے کسی رشتہ دار کو اس قسم کی کوئی مشکل پیش آگئی ہے تو خود اپنے قصور کی وجہ سے پیش آئی ہے۔ آپ نے نکاح کے وقت کیوں ایسی شرطیں نہ لگائی تھیں۔ جن سے ہر ج کی مشکلات کا ازالہ ہو جاتا۔ اسلام نے آپ کے ہاتھ پیر کھول دیئے تھے آپ کو مردوں کے برابر حقوق دیئے تھے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (عورتوں کو اس قسم کے حقوق حاصل ہیں۔ جس قسم کے ان پر مردوں کے ہیں۔) البتہ چونکہ مرد زرمہر خرچ کرنے والا مثل مستاجر اور ٹھیکہ دار کے ہے اور عورت زرمہر کو لینے والی اور اپنے منافع خاصہ کو بعوض مہر مثل مالک زمین و مکان سونپنے والی ہے۔ اور چونکہ فطری طور پر مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اس لیے مرد کو ان حقوق پر کچھ زیادتی

باقی بصفحہ ۱۵

مظہر اتم صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب مولانا احمد رضا صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ

قسط چہارم

کلام اللہ اور سیرت رسول اللہ کا تعلق

کلام اللہ اور سیرت رسول اللہ میں عدم تفریق کا ایک بیّن ثبوت یہ تاریخی واقعہ ہے کہ جس طرح بعض صحابہؓ مثلاً حضرت عمرؓ نے قرآن کے قائل ہو کر رسول کو قبول کیا۔ اسی طرح بعض صحابہ مثلاً حضرات خدیجہؓ و ابوبکرؓ و علیؓ سیرت رسولؐ سے متاثر ہو کر قرآن پر ایمان لائے۔ لہٰذا یہ دونوں چیزیں اپنی جگہ اہم ہیں اور ان میں سے کسی کو ردّ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت رسول کریمؐ کے خلق عظیم سے ہوئی۔ جس کے بغیر قرآن کی حیثیت ایک تخیل کی سی رہ جاتی ہے۔ اور ہر دعوت کی کامیابی کے لئے تخیل کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔ قرآن نے انسان سے صفات الٰہیہ اختیار کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور رسولؐ نے اپنے عمل سے ان صفات کا مظاہرہ کیا۔

اسلام کے دو پہلو

اسلام کی خصوصیت جو اسے دوسرے مذہبوں سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ ہے کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ اوّل لفظی تعلیم یعنی قرآن اور دوم انسان کامل یعنی پیغمبر اسلامؐ کا عملی نمونہ اور یہ دونوں پہلو ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ دوسرے مذہبوں میں دوسرا پہلو یعنی عملی نمونہ سرے سے غائب ہے اور پہلا پہلو یعنی لفظی تعلیم بھی نامکمل ہے۔ قرآن کے سوا کسی مذہبی کتاب میں مکمل ہونے کا دعوےٰ ہی نہیں کیا گیا۔ اس لئے ان کا مکمل ہونا خارج از بحث ہے اگر ان کے متبعین ان کے مکمل ہونے کا دعوےٰ کریں تو اس پر "مدعی سست گواہ چست" کا مقولہ صادق آئے گا۔ ان مذہبوں کے بانیوں کی شخصیتوں پر افسانہ اور دیومالا کے موٹے موٹے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ جن سے ان کی تاریخی حیثیت پر تاریکی چھا گئی ہے۔ ان کے حالات تو کیا محفوظ ہوتے ان کے وجود میں بھی شبہ ہے۔ ان میں ایک بھی ایسا نہیں جس کے وجود کو تمام مؤرخین بالاتفاق تسلیم کرتے ہوں۔ ایسی صورت میں انکی تعلیم جو تحریف سے بھی پاک نہیں محض نظریاتی اور تخیلاتی ہے۔ جس کی بنیاد پر کسی اجتماعی نظام اور تمدن و معاشرت کی عمارت کھڑی نہیں کی جا سکتی۔

اگر قرآن میں حضرات ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ وغیرہم کا ذکر نہ ہوتا تو مسلمانوں کو ان کے وجود کا ہرگز یقین نہ ہوتا۔ یہ یہود و نصاریٰ پر قرآن کا احسان ہے۔

اس کے برخلاف اسلام کی لفظی تعلیم یعنی قرآن مکمل ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱ پ ۶) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم کو اپنی پوری نعمت عطا کر دی " اور عملی پہلو بھی جامع ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام قرآن ہی کے عملی مفسر تھے۔ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن۔ "آپ کا اخلاق بالکل قرآن کے مطابق تھا" آپؐ کی زندگی ایک گلدستہ تھی۔ جس میں ہر رنگ و بو کے پھول تھے۔ کسی نبی اوتار رشی منی۔ پیشوا اور بانی مذہب بلکہ کسی بھی شخص کی زندگی ایسی جامع نہیں ہوئی ان میں کوئی محض تارک دنیا گوشہ نشین تھا۔ کوئی خانہ بدوش واعظ۔ کوئی خیالی فلسفی۔ کوئی بادشاہ۔ کوئی وزیر۔ کوئی سپہ سالار۔ کوئی قانون ساز۔ کوئی بت شکن کوئی عابد۔ زاہد۔ کوئی صابر و متوکل۔ کوئی خطیب۔ کوئی امیر۔ کوئی غریب اس لئے ان کی سیرتیں زندگی کی تصویر کا صرف ایک ایک رخ پیش کرتی ہیں۔ اور ہر حالت میں تمام انسانوں کی رہبری نہیں کر سکتیں

انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے ہر زمانہ میں انبیاء کو بلا واسطہ ہدایت دے کر باقی انسانوں کے لئے اخلاق الٰہیہ کا نمونہ بنایا گیا ہے۔ تاکہ ان کو دیکھ کر اور ان کے رفیق بن کر اور ان سے اللہ کا کلام سُن کر اور اس کلام پر ان کا عمل ملاحظہ کر کے لوگ صفات الٰہیہ کا مظہر بن سکیں۔ جب ذہنی اور علمی اور تمدنی ارتقا کے لحاظ سے جہاں جوان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کو بھیجا۔ جس میں اس کے جملہ اوصاف ایسے صاف نظر آتے تھے۔ کہ کسی انسان کو قیامت تک کسی دوسرے آئینہ کی حاجت نہ رہی۔ اس لئے آپ پر نبوت ختم کر دی گئی اور آپ خاتم النبیین قرار دیئے گئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کمالات کی وجہ سے ہر قسم کی حمد کا اہل ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین یعنی اللہ تعالیٰ چونکہ تمام مخلوقات کی جسمانی اور روحانی تربیت کرتا ہے اور ان کو درجہ بدرجہ ترقی دے کر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ اس لئے لازماً وہ ہر حمد کا مستحق ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کی صفات سے جتنا زیادہ واقف ہوگا۔ اسی قدر اس کی حمد کرے گا۔ پیغمبر اسلام کے برابر کوئی خدا شناس نہیں ہوا۔ اس لئے سب سے زیادہ حمد آپؐ نے کی اور "احمد" یعنی سب سے زیادہ "حمد" کرنے والے کہلائے۔ اور آپ "محمد" کے نام سے بھی موسوم ہوئے اور مقام محمود پر پہنچے۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پ ۱۵) امید ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقام محمود عطا کرے گا۔

"چنانچہ اللہ تعالیٰ "رب العالمین" ہے اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالےٰ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (لوگوں پر شفیق و رحیم ہے) اور آپؐ بِالْمُؤْمِنِیْنَ [2]

---

[1] اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ البقرہ ع ۱۷ پ ۲۔ (بیشک لوگوں پر شفیق و رحیم ہے۔

[2] لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۶ پ ۱۱) بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آیا۔ جس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ جو تمہاری بھلائی کا آرزومند ہے۔ اور مومنوں پر شفیق اور مہربان ہے۔

رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ ۔ (مومنوں پر شفیق و رحیم) ہیں۔

یوں تو آپ کی رحمت کا دروازہ تمام جہانوں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ جیسا کہ آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء رکوع ۷ پ ۱۷) سے واضح ہے۔ لیکن اس رحمت سے وہی لوگ پورا فائدہ اٹھاتے ہیں جو آپؐ پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ آپ کا انکار کرتے ہیں۔ وہ رحمت سے محروم ہونے کے ذمہ دار خود ہیں۔ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۹ پ ۱۵) "یہ قرآن ظالموں کے نقصان ہی میں اضافہ کرتا ہے۔

آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کی کہ آپؐ کا لقب ہی "عبد اللہ" ہو گیا آپؐ کی ہر صفت اللہ کی کسی صفت کے تابع تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی حیات اور موت بھی اللہ ہی کے لئے تھی۔ اس لیے آپ کو "اول المسلمین" (اتباع کرنے والوں میں اوّل) کا خطاب عطا کیا گیا۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ الانعام رکوع ۲۰ پ ۸) — (بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں اول ہوں۔

اتباع وحی (اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ) اور تخلق باخلاق اللہ (کان خُلُقُهُ الْقُرْاٰن) کی بدولت آپ قرب الٰہی اور فنا فی اللہ کے اس انتہائی بلند مقام پر پہنچے۔ (دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى) (سورۃ النجم رکوع ۱ پ ۲۷) کہ آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت۔ آپؐ کی بیعت اللہ کی بیعت اور آپؐ کا عمل اللہ کے عمل کا مترادف ہو گیا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ (سورۃ الفتح رکوع ۱ پ ۲۶) بے شک وہ لوگ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ (سورہ الانفال رکوع ۲ پ ۹) جب آپؐ نے مٹھی خاک پھینکی، تو وہ آپؐ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

دنیا کی تاریخ میں صرف پیغمبر اسلام کی سیرت تمام مکارم اخلاق کا مجموعہ ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں)۔ آپ کی ذات ستودہ صفات نے تمام انبیاءؑ کی سیرتوں کو سمیٹ لیا۔ آپ نے ہر دور سے گزر کر ہر کام کیا اور اس میں کامیابی حاصل کی اس لئے آپ ہی کا عملی نمونہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہر طبقہ اور ہر زمانہ کے انسانوں کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ متقدمین کے برخلاف آپ ہی نے تمام انسانوں کو مخاطب کرکے اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا" (سورہ الاعراف رکوع ۲۰ پ ۹) "میں تم سب کی طرف رسول ہوں" کا اعلان کیا اور وحدت انسانیت کی تلقین کی۔ دیگر بانیانِ مذاہب کی کتابیں محفوظ نہیں ہیں۔ اور نہ وہ محفوظ ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ اور نہ ان کے متبعین ایسا دعوے کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے۔ جس میں یہ دعوےٰ کیا گیا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (سورۃ الحجر رکوع ۱ پ ۱۴) "بے شک ہم ہی نے یہ ہدایت نازل کی اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں" جس چیز کا محافظ اللہ تعالیٰ ہو۔ اس پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (سورہ حم السجدہ رکوع ۵ پ ۲۴) اس میں کسی طرف سے باطل کا گذر نہیں ہو سکتا۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (سورۃ الواقعہ رکوع ۳ پ ۲۷) "بے شک قرآن ایک محفوظ کتاب میں ہے"۔ مخالفین بھی قرآن کے اس دعوےٰ کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔

چونکہ انبیاء متقدمین کی شریعتیں عارضی تھیں۔ اس لئے ان کی تعلیمات اور حالات کی حفاظت ضروری نہیں سمجھی گئی۔ لیکن پیغمبر اسلام کی شریعت مستقل اور دائمی تھی۔ اور آپ کے بعد نبوت و شریعت کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند ہو گیا۔ اس لئے قرآن اور سیرت رسول دونوں کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ دنیا کی تاریخ میں از آدم تا ایں دم ایک بھی ہستی ایسی نہیں ہوئی۔ جس کا ایک ایک قول اور فعل اس قدر احتیاط اور تفصیل کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہو۔ در اصل مشیّت ایزدی یہی تھی کہ صرف آپ کی زندگی قیامت تک تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ آپؐ کے حالات کو ناقابلِ اعتبار قرار دے کر آپ کی سیرت سے قطع تعلق کرنا آپ کی اس خصوصیت کے انکار کرنے اور اسلام کو دوسرے مذہبوں کی سطح پر لانے کے مترادف ہے

دائمی معجزہ

ہر نبی کو زمانہ کی ضرورت کے مطابق معجزے دیئے گئے۔ چونکہ انبیائے سابقین کی شریعتیں وقتی اور ایک مدت کے بعد منسوخ ہونے والی تھیں۔ اس لئے ان کو وقتی معجزے دیئے گئے۔ جن کا اثر بعد میں نہیں رہا۔ مثلاً حضرات ابراہیمؑ و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام نے جو معجزے دکھائے وہ صرف ہمعصر لوگوں کے لئے تھے اور آئندہ نسلوں کے لئے حجت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ ایک انگریزی پادری نے مجھ سے کہا کہ حضرت مسیحؑ کے معجزات سن کر اب کوئی متاثر نہیں ہوتا۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت عالمگیر اور قیامت تک رہنے والی ہے اس لئے آپ کو ایک زندہ اور دائمی معجزہ یعنی قرآن دیا گیا۔ جس کے اعجاز کا اعلان اس طرح کیا گیا۔

لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۔ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پ ۱۵) اگر تمام انس و جن مل کر اس قرآن کا مثل لانے کی کوشش کریں۔ تو بھی نہیں لا سکتے۔ اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بن جائے۔

یہ دعوت مقابلہ صرف اہل عرب کو نہیں۔ بلکہ تمام دنیا اور قیامت تک کے انسانوں کو دی گئی اور آج تک کہیں سے صدائے لبیک بلند نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ جب تمام عالم مل کر ایک مکھی یا پتی پیدا نہیں کر سکتا۔ تو کلام الٰہی کی نزدیک کیونکر لا سکتا ہے۔

کسی چیز کا ایک جزء اس کی جملہ صفات کا حامل ہوتا ہے۔ مثلاً دریا کا ایک قطرہ مقدار کے اعتبار سے دریا سے کوئی نسبت نہیں رکھتا لیکن اوصاف یعنی رنگ و بو مزہ وغیرہ کے لحاظ

سے مختلف نہیں ہوتا۔ اسی طرح قرآن کا ہر حصّہ اس کے تمام محاسن کا جامع ہے جس طرح تمام قرآن لاثانی ہے۔ اسی طرح اس کی چھوٹی سی چھوٹی سورۃ بھی بے مثل ہے۔ اور کل کی طرح چیلنج دیتی ہے۔

اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا شُھَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (سورہ بقرہ رکوع ۳ پ ۱)۔ اگر تم کو اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے۔ کچھ شبہ ہے تو اس کی مثل ایک ہی سورہ لے آؤ۔ اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے حامیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

یہ چیلنج ہمیشہ کے لئے ہے اور قرآن کو زندہ اور دائمی معجزہ ثابت کرتا ہے۔

اس چیلنج کے بعد اس نے پیشینگوئی کر دی۔

وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔ (سورۃ البقرہ رکوع ۳ پ ۱)

تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے۔ یعنی اس کی مانند کلام نہ لا سکو گے۔

اس پیشگوئی کی سچائی بھی قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

مخالفین نے اس چیلنج کے جواب سے عاجز آکر قرآن کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے اور یہ اوچھا ہتھیار استعمال کیا۔

لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ (سورہ حٰم رکوع ۴ پ ۲۴)

(اس قرآن کو نہ سنو۔ بلکہ (جب پڑھا جائے تو) غل مچاؤ۔ شاید تم جیت جاؤ)

انبیائے سلف کی شریعتیں وقتی تھیں اس لئے زمانہ کا ساتھ نہ دے سکیں اور بیکار ہو گئیں۔ ان کے متبعین ان کے خلاف اسلامی اصول کی روشنی میں قوانین وضع کر رہے ہیں۔ لیکن قرآن ایک پائیدار قانون کی حیثیت سے پہاڑ سے زیادہ وقار کے ساتھ اپنی جگہ قائم ہے اور ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے اور ہر حال میں قابلِ عمل ہے۔ اور کسی ترمیم و تغیر کا محتاج نہیں۔

قرآن کا اثر

قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ آخری حیات بخش پیغام ہے۔ جس کے ذریعہ سے پیغمبر اسلام نے اب سے چودہ سو برس پہلے مُردہ قوموں میں روح پھونکی۔ ان کو حیوان سے انسان اور وحشی سے مہذب و متمدن بنایا اور ہر فساد کا انسداد کیا۔ اور دنیا میں وہ مادی اور روحانی انقلاب پیدا کیا۔ جس کی نظیر چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھی۔

قرآن اللہ کی رسّی ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (سورہ آل عمران رکوع ۱۱ پ ۴) "سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔"

اسی رسّی کو پکڑ کر عرب کے وحشی فرش سے عرش پر پہنچ گئے اور دنیا کی ہر طاقت پر غالب آ گئے۔ لیکن جب اسے چھوڑا تو پھر عرش سے فرش پر آ گرے اور اب تک گرے ہوئے ہیں۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (او کما قال) اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے کچھ قوموں کو بلند اور دوسروں کو پست کرے گا۔ یعنی اقوام کا عروج و زوال قرآن پر عمل کرنے اور نہ کرنے پر منحصر ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں کی تاریخ ان دونوں پیشینگوئیوں کی تصدیق کرتی ہے۔

قرآن کا حق

جب کسی قوم کا دفتر اُلٹتا ہے تو وہ اپنے مذہب کی روح کو چھوڑ کر رسوم اور اوہام اختیار کر لیتی ہے اور انہی پر اپنی صلاح و فلاح کا مدار سمجھتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے اعمال رسمی اور بے روح ہو جاتے ہیں جو اس کی تباہی کا باعث ہوتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے قرآن کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ آج قرآن ان کے پاس ہے لیکن اکثر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اس کی روح ان سے سلب ہو چکی ہے۔ حالانکہ یہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ایک مکمل دستور عمل اور ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ (سورہ بقرہ رکوع ۲۳ پ ۲) یعنی تمام لوگوں کا ہادی اور ہدایت کی واضح دلیل اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

اس کا حق اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی پوری زندگی کو اس کے قالب میں ڈھالیں۔ حدیث میں ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ ۔

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی تعلیم کے تابع نہ ہو جائے۔"

رمضان المبارک میں قرآن کی سالگرہ منانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اسے زیادہ سے زیادہ پڑھیں سمجھیں اور اسے مشعل راہ بنا کر اسکی روشنی میں صراط مستقیم طے کریں۔ جس کیلئے ہم نماز کی ہر رکعت میں دعا کرتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور اپنے عمل سے اسکی تبلیغ کریں۔

بقیہ فیوضات مدنی

صفحہ ۱۲ سے آگے

ہوگی۔ (وللرجال علیھن درجۃ)۔ (مردوں کے حقوق میں عورتوں پر قدرے زیادتی ہے۔) اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ (مرد عورتوں پر حق حکومت رکھتے ہیں اس بنا پر کہ خدا نے بعض کو بعض پر خلقۃً فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں)

غرض کہ اسلام اور اس کے قوانین نے آپ کو ہرگز مجبور اور مقید نہیں کیا تھا۔ آپ اپنی خود مرضی یا غلط کاری کی وجہ سے مجبور ہوئی ہیں۔ اب آپ اس منصفانہ قانون کو روندنا چاہتی ہیں جس کو تمام معاملات میں آپ خود اور دنیا کی قومیں انصاف اور عدل سمجھ کر جاری کرتی ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ایسا ہے تو اسلام کو دُور سے سلام ہے انتہائی ظلم اور غلط کاری پر مبنی ہے اس سے توبہ کیجئے۔ ورنہ اسلام آپ کو دور سے سلام کرے گا۔ یوروپین قوموں اور ان کی غلط اور انصاف کش دُور از عقل کارروائیوں اور خیالات سے ہرگز ہرگز متاثر مت ہو جیئے۔

اسلام نہایت شفقت اور عدل کا مذہب ہے۔ اور اس میں ذر برابر بے انصافی یا کمزوری نہیں ہے۔ شکر کیجئے اور مضبوطی سے اس کو پکڑیئے اللہ آپ کو اور ہم کو ہدایت فرمائے آمین۔

میں نہایت عدیم الفرصت ہوں۔ اسی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی۔ معاف فرمائیں۔ والسلام۔

ننگ اسلاف۔ سید حسین احمد غفرلہ

بہن کے نام

از جناب خورشید اعظم صاحب زاہدی بی اے

توصیف

تم نے اپنے خط میں شکایت کی ہے کہ میں تمہارے خط کا جواب کافی دیر سے ارسال کرتا ہوں۔ شکایت حقائق پر مبنی ہے۔ میری مصروفیتیں آج کل کچھ اس درجہ بڑھ گئی ہیں۔ اور میں متعدد بار سوچنے کے باوجود خط لکھنے کے ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے قاصر رہا ہوں۔

میں نے اپنے پچھلے خط میں تمہارے قلب و نگاہ کو عمل صالح کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی تھی۔ اس کے متعلق میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ میرے خط سے کس قسم کے تاثرات پیدا ہوئے ہوں گے۔ بہر کیف انسانی قدروں کو اجاگر کرنے کے لئے ہمارے لئے صراط مستقیم موجود ہے۔ یعنی وہ سیدھا راستہ جس پر چلنے والے بزرگان دین اسلام پر خداوند تعالےٰ نے اپنی بے بہا نعمتوں کی بارش کی۔ وہ صراط مستقیم کیا ہے تمہیں شاید یہ خیال آئے کہ ارکان اسلام پانچ ہیں۔ ۱۔ توحید۔ ۲۔ نماز۔ ۳۔ روزہ۔ ۴۔ زکواۃ۔ اور ۵ حج اور ان احکام شرعی کے مطابق عمل پیرا ہونے سے مسلمانوں کی زندگی تمام ضروری مدارج طے کر لیتی ہے۔ میں یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ توحید پر ایمان یعنی خُدا کی وحدانیت پر یقین کامل کرتے ہوئے شرک سے قطعی گریز دین اسلام کی طرف پہلا قدم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے سب نے اپنی اُمتوں کو پہلا سبق توحید ہی کا دیا ہے۔ توحید کے سبق کے بعد نماز نے عمل کا وہ پیغام دیا۔ جس سے بندہ میں شان عبدیت کی نمود ہوئی۔ اور رب عظیم کی عظمت کے جاہ و جلال کو دل و دماغ پر طاری کرنے کے بعد سر نیاز خم ہو گیا اور عبادت کا منشاء پُورا ہوا۔ لیکن اس عبادت کے نتائج مسلمان کے کردار کی داغ بیل ڈال لیتے ہیں۔ نماز بُری فحش اور مخرب الاخلاق باتوں سے روکتی ہے۔ اور جو نماز بُری اور بے حیائی کی باتوں سے نہیں روکتی۔ وہ نماز نماز نہیں۔ ایک بے نتیجہ اُٹھک بیٹھک ہے۔ روزہ بھی انسانی کثافتوں کو دُور کرنے کا ضامن ہے۔ بشرطیکہ روزہ دار جھوٹ نہ بولے اور فریب سے دُور رہے۔ اور جو روزہ دار روزہ رکھ کر بھی ان عیوب سے پاک نہیں رہتا تو اس کا روزہ روزہ نہیں بلکہ فاقہ ہے خدا کو اس کی ضرورت نہیں کہ انسان کھانا پینا چھوڑ دے۔ یہ بے معنی عبادت بجائے فائدہ کے اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ اس سے اخلاق سنورنے کے بجائے بگڑتے ہیں۔ یہ ایک تصنع ہے اور رب العزت کی منشا کے منافی۔ روزہ وہی ہے۔ جس سے رُوح کی بالیدگی ہو سکے۔ جس سے اچھے اخلاق کی عکاسی ہو اور جو اعلےٰ کردار کا موجب ہو۔ روزہ پرہیزگاری سکھاتا ہے اور ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے۔ کہ غربا فاقہ کی صورت میں کس قسم کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں قلب مسلم میں انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ کہ وہ ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔

زکواۃ کے ذریعہ قطعی طور پر انسانی ہمدردی کے جذبہ کو ابھارا گیا ہے۔ اور یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ امیر کی دولت میں غریب کا حصّہ ہے۔

حج بھی ایسی ہی عبادت ہے۔ لیکن یہ ان لوگوں پر فرض ہے جو استطاعت رکھتے ہیں۔ حج درحقیقت اصلاح اخلاق کا بہترین ذریعہ ہے۔ دنیا کے مسلمان ایک مقام پر مجتمع ہو کر یگانگت اور یکجہتی کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ اتحاد کی عمدہ مثال ہے اور ایک دوسرے سے واقفیت کا اعلےٰ طریقہ ہے۔

توصیف! ان پانچوں ارکان اسلام سے کیا یہ بات واضح نہیں ہو جاتی۔ کہ توحید کے بعد عبادات اصلاح اخلاق کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ عبادات کا اصل مقصد بہتر اخلاق کی نشو و نما ہے۔ جس عبادت سے اخلاق کی نشو و نما نہ ہو سکے وہ عبادت۔ عبادت ہی نہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا درخت ہے۔ جس میں پھول اور پھل تو درکنار پتے بھی نہیں ہوتے۔ وہ ایک قالب ہے۔ مگر بے رُوح۔ جس کی قدر ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ جلد از جلد مٹی میں دفنا کر دیا جاتا ہے۔ وہ ایک ساز ہے۔ مگر نغمہ سے محروم۔ ایک خشک دریا ہے بلکہ سراب کہنا بجا ہوگا۔

توصیف! ان ارکان اسلام کی پابندی فرض ہے۔ اس بات سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن اس غلط فہمی کا شکار بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ان کی تعمیل کے بعد اخلاق کو نظر انداز کر دیا جائے۔ حالانکہ خود عبادات سے اخلاق و کردار کو استوار کرنے کی راہ نکلتی ہے۔ عبادات وہ مقرر شدہ طریق ہائے کار ہیں۔ جن سے زندگی کے سیدھے راستے کا پتہ چلتا ہے اور ہم ان فرائض کو اپنانے کے بعد اپنی منزل کے لئے گامزن ہوتے ہیں۔ یہ زاد سفر ہیں۔

رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نماز میں اپنا مُنہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ نیک درحقیقت وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے خدا اور قیامت۔ فرشتوں۔ خدا کی کتاب اور نبیوں پر ایمان لانے کے ساتھ اپنا مال اس کی محبت کے ساتھ رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، اور سائلوں کو دیا۔ غلاموں کو آزاد کرنے میں صرف کیا اور نماز پڑھی۔ زکواۃ دی اور جب عہد کیا تو اپنے عہد کو پورا کیا۔ اور مصیبت۔ تکلیف اور لڑائی میں ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ درحقیقت راستباز اور یہی بلکہ صرف یہی متقی ہونیوالے ہیں۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہے۔ کہ سب سے پہلے ایمان مقدم ہے۔ اس کے بعد بہتر اخلاق جس میں فیاضی۔ ایفائے عہد۔ اور صبر و ضبط ہیں جو اچھی زندگی کی آئینہ داری کرتے ہیں۔

ایمان کے بعد نماز۔ روزہ۔ زکواۃ اور حج فرائض ہیں۔ جن سے سرتابی یا گریز ناممکن احکم الحاکمین کے احکام ہیں۔ جن پر عمل کرنا لازمی ہے۔ اللہ کو اگرچہ ہماری عبادات کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ استقامت۔ فیاضی۔ اور مساوات کی تعلیم و تربیت ہماری زندگی میں ہر ایک مقام پر صحیح راستہ کی نشان دہی کرتی ہیں۔

باقی بر صفحہ ۱۸

تفسیر فاتحۃ القرآن

(از جناب عبدالحمید صاحب نسیم از راولپنڈی)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (سورہ ابراہیم)

خالق ارض وسما کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہمیں بنی نوع انسان میں پیدا فرمایا۔ اور ہماری پیشوائی کی خاطر اپنے محبوب ترین پیغمبر مقرب ترین نبی سید الاولین والآخرین رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختص فرمایا اور پھر اس مصباح محمدی کو تنویر قرآنی سے منور فرما کر اطراف واکناف عالم کو اپنی لاریب کلام سے مجلی فرما دیا۔

کس زبان و قلم سے رب ذوالمنن کی اس نعمت خاصہ کا حق ادا کروں اور وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جو اس نعمت غیر متناہیہ کے تشکر کے بارگراں سے متحمل ہو سکیں۔ راقم آثم تو کسی شمار میں ہی نہیں۔ بڑے بڑے فلاسفروں کی قلمیں اس باب میں شکستہ ہو جاتی ہیں۔ فصاحت و بلاغت کے پیکر اس بحر بے پایاں میں انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کیوں کہ نہ ہو یہ تو اس ذوالجلال ہستی کی کار فرمایاں ہیں۔ جس کی تقدیس و توصیف کے بارے میں وہ خود گوہر افشانی فرماتے ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (سورہ کہف رکوع ۱۲)

ترجمہ:- کہہ دیجئے کہ اگر دریا سیاہی ہو جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھیں تو یہ سارے ہی ختم ہو جائیں۔ اللہ کے کلمات ختم ہونے سے۔ اگرچہ ان کی کفر و جہل کے اس ظلمت خیز گڑھے کو جس میں برسوں خلق خدا بری طرح گرمی پڑی تھی اس ہادی برحق مخبر صادق المصدوق فریدیا حبیب خدا احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے اپنا قدم رنجہ فرماتے ہی اسے بیت المعمور اور نوراً علیٰ نور کر دیا۔ جور وستم کی جگہ رحم و کرم جلوہ گر ہوا۔ شرک و بدعت کے نخلستانوں نے توحید و رسالت کے غنچوں میں جنم لیا بڑے بڑے نامور رہزن خالق خدا کے رہبر بنے۔ لاکھوں تھے جنہوں نے شیطان کا ساتھ چھوڑا اور رحمان سے رشتہ جوڑا۔ دنیا کے جاہ و جلال ثروت و حشمت کوڑیوں کے مول لٹا دیا۔ اور جیتے جی[1] وراثت جنت اور رضا الٰہی کی دستاویز حاصل کی۔

دیکھتے ہی دیکھتے زمانہ کی کایا پلٹ گئی ظلمت و کفر کے طوفان صرف رکے ہی نہیں

> **جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا۔ وہ صریح نقصان میں جا پڑا**
> (۴ : ۱۱۹)

بلکہ کالعدم ہو کر رہ گئے۔ اور اس آفتاب رسالت کے نور جہاں آرا سے دُنیا کا گوشہ گوشہ جگمگا اُٹھا اور نہایت ہی اقل القلیل مُدت میں اس مصباح محمدی سے جس پر شمع قرآن فروزاں تھی اپنی نورانی کرنوں سے ساری دُنیا کا احاطہ کر لیا اور اس شان و شوکت سے اطراف عالم پر ضیا پاشی کی کہ اعدا بھی ان سنہری کارناموں سے تاریخ کے اوراق کو مرصّع کرنے پر مجبور ہو گئے ۔

کی ہے خلافت آپ نے کس دھوم دھام سے
ایران[2] سے خراج لیا اور شام سے
شوکت بھی فخر کرتی تھی حضرت کے نام سے
گر شبہ ہو تو پوچھ لو سب خاص و عام سے

کیا خوب:- اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔

کس قدر اس خالق جلیل واحد بے مثیل کی نوازشات ہیں جس نے اپنے حبیب لبیب مدنی تاجدار سید الابرار نبی اُمی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت با سعادت سے اپنے کلمات طیبات کی تنویر بے نظیر سے ہم سیاہ کاروں نا اہلوں کے پُر ضلال قلوب کو پُر ضیا اور باصفا بنا دیا۔

لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا
لَقَدْ كَانَ قُدْتُ عُلُوًّا كَبِيْرًا

یوں تو قرآن مجید بنفس نفیس اول تا آخر حرف بحرف محسنات و محکمات کا مجموعہ اور رشد و ہدایت کا منبع غیر محدود ہے۔ لیکن باوجود اینہم فضلنا بعضهم علیٰ بعض کی زرنگاری کی زیبائش سے بعض ابواب[1] قرآنی اپنی دستار فضیلت پر طرۂ خصوصیت بھی بلند کئے ہوئے ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ صرف سورۃ الحمد کے فضائل کو قلمبند کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ تاکہ زاد آخرت اور نجات عاقبت کا ذریعہ بن جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مذکورۃ الصدر سورۂ مبارکہ فاتحہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ جس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا۔ "لفظ سورۃ" کے معنی بلندی یا بلند منزل کے ہیں۔ السورۃ المرفعۃ (اد) السورۃ المنزلۃ الرفیعۃ (راغب) یعنی سورت فقط بلندی یا بلند منزل کا نام ہے۔ رہا یہ کہ اس کو سورۃ کیوں کہا جاتا ہے؟ تو جس طرح دُنیا کی دُوسری کتابیں مختلف بابوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کے ہر باب کو سورت کہتے ہیں اور سورت کے دوسرے معنی شہر پناہ کے بھی آتے ہیں۔ (راغب)

شانِ نزول

سورہ فاتحہ کے نازل ہونے کی وجہ حضرت نسفی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں کہ ابوجہل کے پاس ایک دفعہ سات قافلے آئے اور جناب ان کی جمعیت اور اکثریت کو ایک حسرت کی نگاہ سے اپنے صحابیوں کے حلقہ میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اس وقت کچھ ادھر اُدھر کا خیال کر کے آپ کو اپنے صحابیوں پر رحم آیا اور ان کی

---

[1] ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنۃ۔ سورہ توبہ رکوع ۱۳

[2] حیات القلوب ص ۲/۴۱۹ و ص ۲/۲۴۸ فروع کافی ص ۲/۱۰۲

[1] سورتیں قرآن کے ابواب ہیں۔ (ماجدی)

شیطان اُن سے وعدے کرتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور شیطان محض جھوٹے وعدے کرتا ہے (۴ : ۱۲۰)

بے مائگی اور قلت اعوان و انصار کی وجہ سے ایک طرح کا غم و رنج اپنا اثر دکھا گیا (تو اس موقعہ پر) خداوند قدوس نے ایک نہایت ہی تسلی آمیز لہجہ میں فرمایا کہ اے محمد ولقد اتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔

یعنی ہم نے آپ کو ان سات قافلوں کے عوض سات آیات دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں (خیر الموانس)

سورہ مذکورہ کی تخصیص و تفویض جو اس امت مرحومہ کو حق جل مجدہٗ نے مرحمت فرمائی ہے۔ اس کے متعلق حضرت کعب الاحبار یوں شگفتہ دہن ہیں کہ اگر سورہ فاتحہ تورات و انجیل میں اُتاری جاتی تو اہل تورات اور اہل انجیل کبھی یہودی اور نصرانی نہ ہوتے (یعنی اسکی برکت سے کبھی گمراہ نہوتے) مگر جب یہ اُمت پر اُتری ہے تو مجھے قوی اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں کبھی گمراہ نہ کرے گا۔ (خیر الموانس)

سبحان اللہ اس مالک رؤف الرحیم کو اپنے نبی کریم کی اُمت کس قدر محبوب ہے کہ وہ لعل بے بہا اور دُر نایاب ان کی ضیافت کو عالم ملکوت سے نازل فرمائے جن کی دید کو صرف حور و ملک اور جن و انس ہی مشتاق نہیں تھے۔ بلکہ بارگاہ ایزدی کے مقربین جملہ انبیاء سابقین کے پُر انوار قلوب میں جذبہ تلاقی ہر وقت شعلہ زن رہتا تھا۔ لیکن ان کی دلی آرزوئیں جامہ حقیقت سے ملبوس نہ ہو سکیں اور نہ ہی وہ ان لذائذ و لطائف سے بہرہ اندوز ہو سکے۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ انتظار کی گھڑیاں طویل ہوتی گئیں۔ آخرکار نوبت باینجا رسید کہ وہ نجم الہدیٰ[1] آسمان رسالت پر نمودار ہونے شروع ہوگئے اور نمودار ہوتے ہی خالق اکبر نے انہیں شریعت کی زریں پوشاک زیب تن فرما کر سلطنت اسلامیہ کا تاجدار بنا دیا۔ اور اُس منصب فوقیت پر جلوہ گر فرمایا۔ جس کے حصول میں لاکھوں عشاق سرگردان تھے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خلاصہ :۔ آج ہم بھی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کہلاتے ہیں۔ گو عملاً تو آپ کی اُمت سے کوسوں دُور ہیں۔ لیکن دعوےٰ ان کی ملت کا ضرور ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی لازم ہے کہ اس رب لایزال کے انعامات کا شکریہ ادا کریں اور ان تحائف کی قدردانی کریں جو اس نے اپنے حبیبؐ کی وساطت سے ہمیں عطا فرمائے۔ جیتے جی ان کے رنگ میں اپنے نامۂ اعمال کو رنگین کر لیں۔ تا آنکہ ہمارا حشر نشر بھی ان منعم الیہ لوگوں کے ساتھ ہو سکے۔

(باقی آئندہ)

[1] اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم (مشکوٰۃ المصابیح)

بہن کے نام صفحہ ۱۶ سے آگے

قرآن کریم دستور حیات ہے۔ جس میں عبادات کے بعد زندگی کے تمام شعبہ جات کے متعلق ہدایت کی گئی ہے اور وہ وہ ہیں جن سے اخلاق و کردار کو سنوارا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح اسلام نے حقوق اللہ کے بعد ہمارے دل و دماغ کو حقوق العباد کی طرف رجوع کیا ہے۔ **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر انبیاء کرام کی طرح مذہب کی بنیاد اخلاق پر رکھی۔ آپ کی ذات پاک بہترین اخلاق و کردار کی تکمیلی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی زندگی قرآن کے جملہ احکامات پر بہترین عمل ہے۔

اخلاق کیا ہیں۔ قرآنی احکامات کی روشنی میں آداب معاشرت، انسانوں کے باہمی تعلقات اور معاملات، طور طریق اور زندگی بسر کرنے کے لئے تشکیل شدہ تہذیب کے خاکے ہیں۔ عبادات کا تعلق حقوق اللہ سے اور "حقوق العباد" بندوں سے متعلق ہیں۔ خداوند کریم رحمٰن اور رحیم ہے۔ ہماری فروگذاشت اور عبادات میں کوتاہی کو وہ معاف فرما سکتا ہے۔ اور روز حشر اس نے یہ کمال رحمت ہماری جان بخشی کرلی ہے۔ لیکن حقوق العباد کے سلسلہ میں ہم خود ذمہ دار ہیں۔ جس شخص کو ہماری ذات سے دُکھ اور تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کی سزا ہمیں ضرور دی جائیگی بشرطیکہ ہم دُنیاوی زندگی میں ہی متعلقہ شخص سے معافی حاصل نہ کر لیں۔

رسول کریم نے فرمایا ہے "کہ ظالم کو چاہیئے کہ مظلوم سے اپنی خطا دنیا ہی میں معاف کرالے۔ ورنہ آخرت میں تاوان دینے کو کسی کے پاس روپیہ پیسہ تو ہوگا نہیں ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائینگی۔ یا مظلوم کی بدیاں ظالم کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائینگی۔

توصیف! ان حقائق سے روشناس کرانا میں اسی لئے بدرجۂ اتم ضروری سمجھتا تھا کہ تم بھی عوام کے خود ساختہ نظریات سے کہیں متاثر نہ ہو گئی ہو۔ کیونکہ عام طور پر یہی سمجھ لیا گیا ہے کہ جو شخص ایمان کے بعد نماز روزہ کا پابند ہے۔ نیک کہلاتا ہے۔ اگرچہ میرے نقطۂ نظر سے وہ محض نمازی اور روزہ دار ہے۔ اس کی نیکی کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ اس کے لوگوں سے معاملات اور تعلقات کیسے ہیں۔ اور کیا اُس کا وجود معاشرے کے لئے مفید ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ عبادات اخلاق حسنہ کی طرف نہایت دلکش اور غیر شعوری طور پر رجوع کرتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سورۂ فرقان میں اپنے نیک بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اللہ کے مقبول بندے وُہی ہیں۔ جو زمین پر دبے پاؤں چلیں اور جب ناسمجھ لوگ ان سے بات کریں تو وہ سلام کہیں۔ اور جب وہ خرچ کریں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ تنگی۔ بلکہ ان کا خرچ دونوں صورتوں کے درمیان رہے۔ اور وہ لوگ (مقبول بندے ہیں۔) جو جھوٹے کام میں شامل نہیں ہوتے۔ جب ان کا گذر کسی لغو بات پر ہو تو شریفانہ گزر جاتے ہیں۔ اور جب ان کو ان کے رب کی نشانیاں یاد دلائی جاتی ہیں تو وُہ ان پر اندھے اور بہرے نہیں ہو پڑتے اور جو یہ دُعا مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں ہمارے بیوی بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک بخش اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

توصیف! میں سمجھتا ہوں۔ کہ صراط مستقیم کے متعلق اجمالی طور پر تمہارے ذہن میں ایک خاکہ تیار ہو گیا ہوگا۔ رب العزت تمہیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (تمہارا بھائی۔)



کم سن لڑکے کی غیرت

از جناب ماسٹر قاضی عبدالحفیظ صاحب مبارک پوری کالونی مڈل سکول رحیم یار خان

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

عزیز بچو! کہانی پڑھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لو۔ کہ جو جو نصیحت آموز کہانیاں آپ کے رسالہ خدام الدین میں لکھی جا رہی ہیں۔ ان کو پڑھ کر طاق و نسیاں کے سپرد نہ کیا کرو۔ بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کیا کرو۔ اس طریق سے آپ اخلاقِ حسنہ کے مالک بن سکتے ہیں۔ اور آپ کا مستقبل سنور سکتا ہے۔ کہانی ملاحظہ ہو۔

کہانی

ملک عرب میں ایک مشہور و معروف بہادر آدمی تھا۔ جس کا نام زیاد بن خبیان تھا۔ اس نے بنی امیہ کی سلطنت کے کئی معرکے جیتے تھے۔ اس کی عمر کے آخری دن عراق میں بسر ہوئے۔ جس کا گورنر زیاد بن امیہ تھا۔ ابن خبیان کی بیوی مر چکی تھی۔ صرف ایک لڑکا زندہ تھا۔ جو ابھی کم عمر ہی تھا۔ خبیان اتفاق سے بیمار ہوا اور موت کی تمام علامات ظاہر ہو چکی تھیں۔ بیٹے کو بلایا کہا۔ لختِ جگر۔ جانِ پدر ابھی تم بالکل ہی کم سن ہو۔ میں تو مر رہا ہوں۔ تمہاری خبر گیری کون کرے گا؟ چاہو تو گورنر کو تمہاری سفارش کا رقعہ لکھ دوں کہ وہ تمہاری مدد کرے۔

بیٹے نے دلیرانہ جواب دیا۔ ابا جان جینے والے کا اگر مرنے والے ہی کی سفارش سے کام نکل سکتا ہو۔ تو وہ زندہ نہیں بلکہ مُردہ ہے۔ آپ میری سفارش نہ کریں۔ میری محنت اور ہمت میری آپ سفارش کرے گی۔ باپ کے مرنے کے بعد لڑکے نے ہمت نہیں ہاری۔ بلکہ جس کام میں ہاتھ ڈالا۔ اُسے پورا کر کے چھوڑا۔

پھر وہ اسلامی فوج میں شامل ہو گیا اور اپنی بہادری و دلیری سے اتنا نام پایا کہ بہت بڑے عہدے پر پہنچ گیا۔ یہی ہمت اور حوصلہ تھا۔ جس کی وجہ سے کم عمر مسلمان لڑکے سلطنتیں فتح کر لیا کرتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں وہ شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو محنت ہمت و استقلال کے گھوڑے پر سوار ہو اور عقلِ سلیم کا تازیانہ ہاتھ میں رکھتا ہو۔

عزیز بچو! اس اسلامی کہانی سے آپ بہت نصائح حاصل کر سکتے ہیں۔ (۱) جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم جس دورِ حاضرہ کے نازک ماحول سے گزر رہے ہیں اس کے اثرات اور نتائج اظہر من الشمس ہیں۔ اور اس دور کا ذرہ ذرہ عبرتناک ہے۔ لہٰذا آپ کو ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہیئے۔ اور غیرت پکڑنی چاہیئے۔ آج کل جھوٹ بولنا عام رواج ہو چکا ہے۔ مگر جھوٹ کو جڑ سے ہی اکھاڑ دو۔

(۲) جو جس کام میں ہاتھ ڈالیں اس کو پورا کر کے چھوڑیں۔ محض زبانی جمع خرچ سے احتراز کریں۔ (۳) جو منہ سے کہیں۔ وُہی کر کے دکھائیں۔ یعنی ارادہ مصمم کر لیا کریں۔ پھر کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

(۴) جو سچی بات ہو فی البدیہہ کہہ دو۔ بے دھڑک کہہ دو۔ کسی چیز سے خائف نہ ہو۔ کیونکہ مقولہ سچ سچ ہو کر رہتا ہے۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں۔ مختصراً کہ جو سچی بات ۲۴

ہفت روزہ "پاکستانی لائلپور"

راقم الحروف کو بتایا گیا ہے۔ کہ کوئی صاحب "پاکستانی" کی شہرت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے "امدادی چندہ" کے نام سے لوگوں سے روپیہ اکٹھا کر رہے ہیں۔ اس کام کے لئے میں نے کوئی آدمی مقرر نہیں کیا۔ ہمدردان پاکستانی خبردار رہیں۔ اور "پاکستانی" کے نام پر کسی قسم کا چندہ بھی کسی کو نہ دیں۔

حافظ محمد صدیق انور مالک و مدیر
ہفت روزہ پاکستانی لائلپور

اعلان

اطلاع دی جاتی ہے کو کہ مدرسہ تعلیم القرآن کے لئے قاری صاحب کو ہم نے اپنی شرائط کے مطابق یکم شوال ۱۳۸۱ھ سے مقرر کر لیا ہے۔ درخواست دہندگان

المعلن ناظم جامع مسجد نور ننگری۔

دین و دنیا کی بھلائی کے لئے

حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب } معہ محصول ڈاک ۳/۵۰

گلدستہ صد احادیث نبوی مجلد ۵ روپیہ معہ محصول ڈاک ۲/۰

سٹ تفاسیر مجلد ۸/۰ " " " ۳/۰

خلاصۃ المشکوٰۃ ۸/۰ " " " ۳/۰

ان کا مطالعہ کریں۔ قیمت ہر حالت میں پیشگی

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ایجنٹوں کی ضرورت

پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر و قصبہ میں خدام الدین کی فروخت کے لئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ تفصیلات کے لئے خط لکھیں۔

سرکولیشن مینیجر
ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور

صفحہ ۴۳ زبان پر آئے ادا کرنے پر بھی نہ جھجکیں ۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ فی پرچہ ۴؍

تبصرہ عالمی مشکلات کا یقینی حل

مرتبہ مولانا ابو احمد عبد اللہ صاحب لودھیانوی ۔ مہتمم دار العلوم نعمانیہ گوجرانوالہ
ضخامت ۲۴۸ صفحات سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ بہتر۔ کتابت اور طباعت معمولی
مجلد۔ قیمت درج نہیں ــــ مولف سے مل سکتی ہے

دار العلوم نعمانیہ گوجرانوالہ نے تعلیم و اشاعت کا جو تحریری سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ اس کی پندرھویں کڑی ہے۔

کتاب کی اہمیت اس کے نام اور موضوع بحث سے ہی ظاہر ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسکی کتابت اور طباعت میں بے انتہا لاپرواہی برتی گئی۔ قرآن مجید کی آیات کے اعراب غلط لگے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ اردو کی عبارات بھی غلط چھپی ہوئی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں ان چیزوں کی طرف زیادہ توجہ دی جائے گی۔

ان خامیوں کے باوجود کتاب کی افادیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اس میں فاضل مولف نے اراکین اقوام متحدہ کو اقوام اسلام۔ قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کی تعلیمات کی روشنی میں عالمی مسائل کا حل تلاش کرنے کی دعوت دی ہے۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔

جب آپ حضرات عالمی مشکلات کا حل کرنا چاہتے ہیں تو اسلام کی طرف لوٹیں اور اس کے اصول و نظریات کا غور سے مطالعہ فرمائیں۔ آپ کو اسلام کے شجر طیبہ سے محکم حکمت ملے گی ..... جہاں آپ کو وہ علم ملے گا۔ جو انسانی سیرت کی بہترین تشکیل کرتا ہو ... جہاں آپ کو اخلاق اور قانون کے وہ بلند اور پائیدار قواعد ملیں گے جو انسانی فطرت کے علم حاوی پر مبنی ہوں ..... جہاں آپ کو تہذیب و تمدن کے وہ صحیح اصول ملیں گے۔ جو طبقات کے جعلی امتیازات اور اقوام کی مصنوعی تفریقوں کو مٹا کر خالص عقلی بنیادوں پر انسانی جمعیت کی تنظیم کرتے ہوں۔

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا لیکن ہماری رائے میں لکھنے کی بجائے اسلام کو عملی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

پیغام و سنت کا پیغام دنیا کے ہر ملک میں پہنچ چکا ہے۔ اقوام متحدہ کے سربراہ بھی اس سے بے خبر نہیں۔ اس کے باوجود اگر وہ اسلام سے دور ہیں تو اس میں سارا قصور مسلمانان عالم کا ہے۔ جو عملاً اسلام کی تکذیب کر رہے ہیں اللہ تعالے پہلے ہمیں خود اسلام کا عملی نمونہ بن کر پھر دنیا کے سامنے اس کے پیغام کو پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔